بیادگار
قدوۃ السالکین امام العارفین امیرِ ملت
مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ علی پوری
ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور
پاکستان
امیرِ ملت نمبر
نگرانِ اعلیٰ: حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب جماعتی

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمود معزوی جماعتي
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(عبدالوہاب زاہد چشتی)

دل وجاں کو مانوسِ غم دیکھتے ہیں ۔۔۔ یہ الطافِ شاہِ اُمم دیکھتے ہیں

غمِ ہجرِ محبوبِ یزداں کے صدقے ۔۔۔ شبِ قدر ہر شامِ غم دیکھتے ہیں

فقیروں کے دامن امینِ جناں ہیں ۔۔۔ عجب اُنکی شانِ کرم دیکھتے ہیں

خدا والے بعد خدا مصطفیٰ کو ۔۔۔ جہاں میں زبس محترم دیکھتے ہیں

سرِ عرش کو فرقِ ہفت آسماں کو ۔۔۔ محمّد کے زیرِ قدم دیکھتے ہیں

وہ رمز آشنا جو حقیقت نگر ہیں ۔۔۔ رموزِ وجودِ عدم دیکھتے ہیں

ہے موقوف نعتِ نبی حمدِ رب پر ۔۔۔ کہ دونوں کو یک رنگ ہم دیکھتے ہیں

پسِ سجدۂ عرش معراج کی شب ۔۔۔ حبیب و محب کو بہم دیکھتے ہیں

بیابانِ بطحا کا ہر ایک گوشہ ۔۔۔ فروغِ بہارِ ارم دیکھتے ہیں

ہر اک شے سے ہیں بے نیاز اُنکے منگتے ۔۔۔ نہ دولت نہ دام و درم دیکھتے ہیں

ہے دل اپنا زاہدؔ وہ لوحِ مبارک !
جہاں نعتِ احمد رقم دیکھتے ہیں

بسرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب
دامت برکاتہم العالیہ
بنظرِ عنایت حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب
علیہ الرحمۃ
بر ظلِ عاطفت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

امیرِ ملت نمبر

بابت شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ
مطابق اگست ستمبر ۱۹۷۵ء

جلد ۶۸
شمارہ ۱۲-۱۳

مدیر مسئول: غلام رسول گوہر جماعتی
مدیر معاون: مولانا عبد العزیز نقشبندی
کتابت: خوشخطی کالج چوک اردو بازار لاہور
مطبع: لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور

ترتیب

بدل اشتراک
سالانہ دس روپے
معاونین سے بیس روپے
سرپرستان حضرات سے ۱۰۰ روپے

دائرے میں "سرخ نشان" آپ کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ سال کے لئے چندہ ۱۰/- روپے فوراً بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

گوہر

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ ...

انجم وزیرآبادی

چاند ستارے روشن روشن — مہکے مہکے گلشن گلشن

ہر جانب ہیں طور کے جلوے — ہر وادی ہے ایمن ایمن

ذرہ ذرہ مہرِ درخشاں — کانٹا کانٹا گلبن گلبن

اُجلے اُجلے دیوار و در! — نکھرے نکھرے انگن انگن

اُن کی آمد رحمت باری — بابِ رحمت روزن روزن

میلادِ سرکار کا ہے صدقہ — ہر ویرانہ گلشن گلشن

اُنکا اُسوہ دولت عرفاں — علم و ہنر کا مخزن مخزن!

راہِ خدا میں بانٹا یا سب — دانہ دانہ خرمن خرمن!

انکی عطائیں اللہ اللہ! — آج بھرا ہے دامن دامن

انکی صداقت کے شاہد ہیں — منکر منکر، دشمن دشمن!

نقشِ قدم سے اُنکے انجم — ذرّہ ذرہ روشن روشن

صوفی عبدالوہاب زاہد چشتی

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

دل و جاں کو مانوسِ غم دیکھتے ہیں
یہ الطافِ شاہِ اُمَم دیکھتے ہیں

غمِ ہجرِ محبوبِ یزداں کے صدقے
شبِ قدر ہر شامِ غم دیکھتے ہیں

فقیروں کے دامن امینِ جناں ہیں
عجب اُنکی شانِ کرم دیکھتے ہیں

خدا والے بعدِ خدا مصطفیٰ کو
جہاں میں زِبس محترم دیکھتے ہیں

سرِ عرش کو فرقِ ہفت آسماں کو
محمد کے زیرِ قدم دیکھتے ہیں

وہ رمز آشنا جو حقیقت نگر ہیں
رموزِ وجودِ عدم دیکھتے ہیں

ہے موقوف نعتِ نبی حمدِ رب پر
کہ دونوں کو یک رنگ ہم دیکھتے ہیں

پس حجلۂ عرش معراج کی شب
حبیب و محب کو بہم دیکھتے ہیں

بیابانِ بطحا کا ہر ایک گوشہ
فروغِ بہارِ ارم دیکھتے ہیں

ہر اک شے سے ہیں بے نیاز انکے منگتے
نہ دولت نہ دام و درم دیکھتے ہیں

ہے دل اپنا زاھد وہ لوحِ مبارک
جہاں نعتِ احمد رقم دیکھتے ہیں

انوار السعادت فی الدارین

ترجمہ

تفسیر جلالین

آیاتِ قرآن

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ ثُمَّ تَوَلَّيْتُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ○ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ○ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ○ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ○

(سورۃ البقرۃ : ۶۳–۶۷)

ترجمہ آیات قرآن

اور جب ہم نے پکڑا تم سے عہد اور اٹھایا ہم نے تم پر طور۔ پکڑو وہ چیز جو ہم نے تم کو دی قوت کیساتھ اور یاد کرو جو اس میں ہے۔ شاید تم خدا سے ڈرو!

پھر تم نے پیٹھ پھیری اس کے بعد پس اگر اللہ کا تمہارے اوپر فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم گھاٹا پانے والوں سے ہوتے۔

اور بے شک تم اُن لوگوں کو جانتے ہو جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن زیادتی کی، ہم نے کہا تم ناچیز بندر ہو جاؤ۔ پس ہم نے اس کو زمانہ والوں اور بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت بنایا۔ اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت۔

جب کہا موسٰی نے اپنی قوم کو بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ انہوں نے کہا: کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے۔ اس نے کہا میں اللہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

تفسیری ترجمہ

اے قومِ موسٰی وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم سے اس چیز پر عمل کرنے کا عہد لیا جو توراۃ میں ہے اور وہ عہد اس طرح لیا کہ تمہارے سروں سے اوپر کوہِ طور بلند کر دیا — یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب تم نے توراۃ میں لکھے ہوئے احکام ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر ہم نے تم کو کہا تھا جو چیز ہم نے تم کو احکام شریعت سے دی ہے اس کو قوت اور زور سے پکڑ لو۔ یعنی اس پر کوشش اور محنت سے عمل کرو، شاید تم قیامت کے دن آگ کے عذاب سے نجات پالو — یا گناہوں سے بچ جاؤ۔ مگر افسوس اس کے باوجود بھی جو تم نے عہد کیا تھا تم اس سے پھر گئے اور اس پر قائم نہ رہے ایسے وقت میں تمہیں سزا دینے کے لئے عذاب آسکتا تھا مگر اللہ نے تم پر فضل کیا اگر اسکا فضل

اور اس کی رحمت تمہاری دستگیری نہ کرتی۔ تو تمہارا بُرا حال ہوتا اور تم خسارہ اور گھاٹا پانے والوں میں سے ہوتے۔

البتہ بیشک (یہاں لقد میں لام قسم کے لئے ہے) تم ان لوگوں کو جنہوں نے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرکے حد سے تجاوز کیا تھا۔ خوب جانتے ہو وہ وہی تھے جو ایلہ کی بستی میں رہتے تھے۔

اس جرم عظیم پر کہ انہوں نے ایک ممنوع اور حرام کا ارتکاب اور ہفتہ کے دن کی عزت و حرمت کو ضائع کیا ہم نے کہا: تم ناچیز بندر ہو جاؤ۔ یعنی ان کو اپنی رحمت اور قرب خاص سے دور کر دیا۔ اس کے بعد وہ تین دن زندہ رہے اور پھر ہلاک ہو گئے۔ ہم نے یہ عذاب جو ان پر نازل ہوا کہ ان کی صورتیں ایک ذلیل جانور کی صورت میں بدل گئیں، اس لئے دیا کہ ان کے زمانہ والوں اور بعد میں آنے والوں کے لئے موجب عبرت ہو یعنی اُن کو ایسا گناہ کرنے سے مانع ہو۔ اور جو خدا سے ڈرنے والے اور اس کے مطیع اور فرمانبردار بندے ہیں ان کے لئے موعظت اور نصیحت ہو کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ اللہ سے ڈریں اور گناہوں سے کنارہ کش اور دور رہیں۔ متقین کا خصوصیت سے اس لئے ذکر فرمایا کہ موعظت اور نصیحت کا اثر عموماً وہی قبول کرتے ہیں۔ ورنہ دوسرے لوگ تو اس کان سے سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے اور سنی ان سنی ایک کر دیتے ہیں۔

ہاں یہ واقعہ بھی یاد کرو کہ جب موسےٰ نے اپنی قوم کو فرمایا تھا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ موسےٰ علیہ السلام کے عہد میں بنی اسرائیل کی قوم سے ایک آدمی قتل ہو گیا۔ اور اس کا قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا۔ آخر بنی اسرائیل کی قوم موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی کہ وہ اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس کی دعا سے قاتل کا پتہ لگ جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو حکم آیا کہ ان کو کہو کہ ایک گائے ذبح کریں۔ موسےٰ علیہ السلام نے ان کو اللہ کا حکم سنا دیا۔ اس پر انہوں نے کہا: اے موسےٰ تو ہم سے ہنسی کرتا ہے، کہ تیرا جواب ہمارے سوال کے مطابق نہیں ہے۔ موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں نادانوں سے ہوں اس لئے کہ کسی سے ہنسی مذاق کرنا ذی علم آدمی کا شیوہ نہیں ہے۔ یہ تو جاہلوں کا شیوہ ہے۔ میں تو پھر اللہ کے فضل سے اس کا رسول اور پیغمبر ہوں۔

قبر پر تین لپ مٹی ڈالنی سنت ہے۔
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ؐ نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے میت کی قبر پر اس کے سر کی جانب سے اس پر تین لپ مٹی ڈالی۔ (مشکوٰۃ)

غلام رسول گوہر

قصیدہ

در منقبت حضرت امیر ملت عظیم البرکت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولٰنا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ و نوّرَ اللہُ مرقدہٗ۔

اے پناہِ بیکساں اے حامیٔ دینِ خدا — واقفِ اسرارِ حق اے رازدارِ مصطفیٰ

ناخدائے بحرِ عرفاں زینتِ بزمِ شہود — رہنمائے گمرہاں اے پیشوائے اتقیا

رہنمائے سالکان و مقتدائے عارفاں — عالمِ علمِ شریعت فخرِ جملہ اصفیا!

ایکہ تیری ذات ہے آئینۂ خلقِ نبی — اور نمایاں ذات میں تیری ہے وصفِ مرتضیٰ

تیری فطرت تیری سیرت تیری عادت بیمثال — تیری صورت تیری طلعت تیری آنکھیں دلربا

ہو گئے شیدا تجھے سب دیکھکر اہلِ جہاں — مرکزِ اہلِ جماعت دل میں سب کے بس گیا

بحرِ ظلمت میں پھنسا ہوں پیرِ دوراں المدد — اک نگاہِ لطف سے مجھ کو کنارے پر لگا

تیرے در پر آ کے لاکھوں ہو گئے ہیں فیضیاب
گوہر ناشاد جائے در سے کیوں خالی بھلا

قصیدہ ہٰذا کے متعلق

یہ قصیدہ مبارک جو اوپر لکھا گیا ہے۔ حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنے نورانی مکان باب رحمت میں مسموع فرمایا اور آپ نے میری بیحد حوصلہ افزائی فرمائی کیونکہ اس وقت میں مدرسہ نقشبندیہ کا ادنیٰ

اور معمولی طالب علم تھا۔ آپ نے میری دل جوئی کے لئے بہت انعام عطا فرمایا اور خصوصی توجہات سے بھی نوازا، کیا بالامال کر دیا۔

خذف تھا گوہر بنا ہیں تیرے فیضِ عام سے
سب نے دیکھا ہمسروں میں میرا اونچا سر گیا

یہ قصیدہ اتنا مقبول عام ہوا ہے کہ علی پور شریف کے تمام حضرات اس کو بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ خصوصاً حضرت جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم تو اس کو سن کر اس کے ایک ایک فقرہ پر جھوم اٹھتے ہیں اور بہت داد دیتے ہیں۔ اور جب یہ قصیدہ مبارک کسی جلسہ میں پڑھا گیا تو حاجی محمد دین صاحب حیدری پر روپوں کی اتنی بارش ہوئی کہ ان کو تنگ دامنی کی شکایت کرنی پڑی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت معین الملت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب نے کھبل کے علاقہ میں تربیلا ڈیم میں دریائے سندھ کے کنارے پر اپنے مکان میں جو اب تربیلا ڈیم میں آگیا ہے، ایک جلسہ کرایا جس میں علاقہ کے پٹھان ہزاروں کی تعداد میں شامل ہوئے۔ اور راولپنڈی، لاہور، سیالکوٹ سے بھی اکثر یارانِ طریقت نے شمولیت حاصل کی۔ اس جلسہ میں جناب صوفی حاجی محمد دین صاحب نے جو ان ایام میں قصور کی ایک مسجد کے خطیب بھی ہیں یہ قصیدہ پڑھا۔ پٹھان سن کر عالم وجد میں آگئے ان کی آنکھوں سے محبت کے آنسو بہہ رہے تھے اور انہوں نے حاجی محمد دین صاحب کو اس قدر نذرانہ پیش کیا کہ ان کی جیبیں پُر ہو گئیں۔ اور حضرت معین الملت دامت برکاتہم نے ایک سو روپیہ مجھے اور پچاس روپے حاجی محمد دین کو انعام دیا۔ حضرت معین الملت جب اس قصیدہ کو شرفِ سماعت بخشتے ہیں تو بے ساختہ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلتا ہے کہ

"مولوی تیری نجات کے لئے یہی کافی ہے"

اس جلسہ میں جس کا اوپر ذکر ہوا ہے ایک پٹھان اس قدر متاثر ہوا کہ وہ روتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہوا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر پکار کر اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مولوی گوہر جس نے قصیدہ لکھا ہے جنتی ہے اور حاجی محمد دین جس نے پڑھا ہے وہ بھی جنتی ہے

یہ قصیدہ مبارک مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری جو حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحبؒ کے خلیفہ اور بہت بزرگ ہیں ان کے مکان میں حاجی محمد دین صاحب نے پڑھا۔ سننے والے عش عش کر اٹھے۔ اور اس کو ریکارڈ کر لیا۔

حضرت مولانا الحاج آفتاب ولایت پیر سید انور حسین شاہ صاحب شاہ صاحبؒ نے اس قصیدہ کو اپنے اوراد میں شامل کیا ہوا تھا آپ ہر روز اس کو سحری کے وقت،

حضرت امیر ملت قدس سرہ کے روضہ شریف پر پڑھا کرتے تھے۔ اس قصیدہ کے سننے سے حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کا بخار اتر گیا تھا۔ ہوا یوں کہ حضرت شمس الملت عارف والا کے علاقہ میں کسی چک میں تشریف فرما تھے اور آپ کو بڑا سخت بخار چڑھا ہوا تھا۔ اتفاق سے ادھر کہیں سے حاجی محمد دین صاحب آنکلے آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا حاجی صاحب وہ قصیدہ سناؤ"! حاجی صاحب نے قصیدہ بڑی لے سے پڑھا کہ آپ نے پہلو بدلا۔ جب حاجی صاحب پڑھ چکے تو حکم ہوا حاجی صاحب پھر پڑھو پھر پڑھا گیا آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ جب ختم ہوا تو آپ نے فرمایا پھر پڑھو یہاں تک کہ سات بار پڑھا گیا۔ آپ کا بخار بالکل اتر گیا۔

یہ قصیدہ بہت مبارک قصیدہ ہے اگر اس کو اپنے گھروں میں فریم کروا کر آویزاں کیا جائے تو خیر و برکت کا موجب ہوگا۔ اس گھر میں جنات و شیاطین نہیں آئیں گے۔ آفات و امراض سے نجات ملے گی۔ مشکلات حل اور حاجات پوری ہونگی۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب ادارہ اس کا خوبصورت بلاک بنوا کر آرٹ پیپر پر اس کو شائع کریگا پھر مناسب ہدیہ پر یاران طریقت کو میسر ہو سکے گا۔

غلام رسول گوہر

ایک واقعہ

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایک سفر میں مرصنہ رود بار کے علاقہ میں، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ چیتے پر سوار چلا آ رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر مجھ پر اس قدر ہیبت اور خوف طاری ہوا کہ چلنے سے میرے پاؤں رک گئے۔ جب وہ میرے قریب آیا اور اس نے میری سہمی ہوئی حالت کو دیکھا تو کہا جو شخص اپنے مالک کے حکم سے سر نہیں پھیرتا۔ اس کے حکم سے بھی کوئی چیز سر نہیں پھیرتی۔ رب تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ثمرہ یہی ہے کہ ہر چیز اس کی مطیع اور فرمانبردار ہو جاتی ہے۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں جاتی۔

۱۔ بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے۔
۲۔ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہو۔
۳۔ لوگوں کا امام کہ لوگ اس سے کسی شرعی عیب کے سبب اس پر راضی نہیں ہیں۔

امیرِ ملت نمبر

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جملہ اہل اسلام کو فرمایا:۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِین ٥

اے ایمان والو تم اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ مقامِ غور ہے کہ صادقین کے ساتھ ہونے میں کیا حکمت و مصلحت اور کیا دینی و دنیوی منفعت ہے۔ اگر آدمی تھوڑا سا اپنے ذہن پر زور ڈالے اور بحرِ غور و فکر میں غوطہ لگائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مردانِ حق جن پر اللہ راضی ہوتا ہے۔ اور ان کا ظاہر و باطن سورج کی طرح پاک و صاف ہوتا ہے اور صدق کی جیتی جاگتی تصویر اور سنت و شریعت کا آئینہ، لوگوں کی امامت و قیادت کا پیکر، رشد و ہدایت کا مینار اور خلوص و مروت جود و سخا کا منبع ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کا ایک ایک شعبہ اور پہلو اپنے اندر ہزاروں روشنیاں لئے ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

زہد و ریاضت ذکر و فکر اطاعت و عبادت سے ان کا قلب آفتاب کی طرح مجلّٰی اور روحِ انوارِ الٰہیات سے مجلّٰی ہوتی ہے۔ ان کی عبودیت اتنی بلند اور اونچی ہوتی ہے کہ ملائکہ تک کو ان پر رشک آتا ہے۔ ملائکہ تو ملائکہ رہے حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن انبیاء و رسل ان کے رفعت و مرتبت کو ملاحظہ فرما کر ان پر رشک کریں گے۔ یہی وہ ان کی انوکھی صفت ہے جس کو علامہ اقبال نے یوں بیان فرمایا۔ ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

ان کی حیات حیاتِ طیبہ ہوتی ہے جو متنوع اور گوناگوں حسنات و مبرات کی جامع ہوتی ہے ان کے گلشن حیات کا ایک ایک پھول ہزاروں ٥ گم گشتگانِ راہ کو بوئے محبوبِ حقیقی سے سرشار کر کے صراطِ مستقیم پر چلنے کی روح پھونکتا ہے پھر وہ مستانہ وار دنیا اور اس کی نعمتوں اور لذتوں سے بے نیاز ہو کر اس پر چلتے ہیں یہاں تک کہ وہ غایت تخلیق کی منزل پا لیتے ہیں۔ جب کوئی ایسی ہستیوں کی معیت حاصل

کرتا ہے، ان کی صحبت و رفاقت میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے تو اس میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس کے قلب سے تمام ظلمانی حجابات اٹھ جاتے ہیں اور اس کا گوشہ گوشہ تجلیات رحمانیہ سے روشن ہو جاتا ہے۔ صادقین کی معیت قلب و روح کو صاف کرنے اور قرب حق سے بہرہ اندوز ہونے اور اپنے محبوب کو راضی کرنے اور اس کا وصال پانے اور نفس و شیطان کی غوایت سے نجات پانے کا نہایت سہل اور آسان راستہ ہے یہ وجہ ہے کہ فرمایا کونوا مع الصادقین: صادقین (اولیاء اللہ) کے ساتھ ہو جاؤ۔

حضرت امیر ملت اقلیم ولایت کے حکمران امام الاولیا رئیس الاتقیا، اسی پاکیزہ بلند مرتبہ ذی شانِ عظیم جماعت کے ایک فردِ کامل ہیں آپ کی زندگی گوناگوں کمالات اور خوبیوں کی حامل ہے۔ آپ کو جس نے دیکھا ہے وہ بڑا خوش نصیب ہے اور اس سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جس نے آپ سے عقدِ محبت باندھا۔ اور آپ کی عقیدت و ارادت کی زنجیر میں جکڑا گیا وہ شہادت دے گا کہ آپ کن خوبیوں کے حامل تھے ۔

مشک آنست کہ خود ببوید، نہ کہ
عطار بگوید۔

کون ہے جو آپ کے نام اور کام سے واقف نہیں۔ آپ نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں بنی نوع انسان کی رہنمائی فرمائی ہے۔ میرا اپنا شعر ہے۔

ایکہ نامت در جہاں مشہور مثل آفتاب
شہ جماعت غوثِ اعظم معدنِ علم و حیا

آپ کا فیض روحانی و دینی نہ صرف اندرونِ پاکستان میں محصور و مقصور ہے بلکہ بیرونِ پاکستان میں بھی ہزاروں کی تعداد میں آپ کے نامِ نامی اور اسمِ گرامی کے آگے عقیدت کی جبینوں کو خم کرنے والے موجود ہیں۔ آپ نے عام صوفیوں اور درویشوں کی طرح خلوت اور گوشۂ تنہائی پسند نہیں فرمائی بلکہ محراب و منبر پر بنی نوعِ انسان کو ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنے اور اپنے ملفوظات و مواعظ سے دلوں کی کثافت کو دور کرنے کے لئے نمودار ہوئے۔ جس طرح آفتاب افق آسمان سے طلوع کرتا ہے۔ آپ نے مختلف بلاد و ممالک کا دینی تبلیغ کے لئے سفر کیا۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ یہاں تک کہ پیرانہ سالی میں بھی آپ نے اپنی ذاتی اور جسمانی راحت کا خیال نہیں فرمایا جہاں دینی خدمت کے لئے جانا پڑا آپ وہاں گئے اور ضرور گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بنگال بھارت، کشمیر، کابل، ایران، عرب میں آپکے سینکڑوں خلفاء لوگوں کی رہنمائی میں مصروف کار ہیں۔ انہوں نے نہ صرف دنیا کی ہلاکت خیز موجوں سے اپنی گڈری بچانے کی کوشش کی بلکہ لاکھوں کروڑوں کو ان ہلاکت خیز اثرات سے بچا کر امن و سلامتی کے کنارے پر پہنچایا۔ ایسی ذات صفات کو کسی دیکھنے والی آنکھ نے تنہا نہیں دیکھا۔ جب

بھی دیکھا ایک جماعت اور جم غفیر میں دیکھا۔ شاید قدرت نے اسی لئے آپ کا نام جماعت علی شاہ رکھوایا تھا کہ ایک جماعت کی حفاظت آپ کے ذمہ کر دی گئی تھی۔ آپ کی مجلس علم و عرفان کا مرکز ہوتی تھی۔ بڑے بڑے علمی مسائل اور دقیق اسرار پر کلام ہوتا اور حضور چند لفظوں میں حل فرما دیتے آپ عموماً فرمایا کرتے دار میں مسئلوں کی ماں تمہیں بتاتا ہوں، یعنی وہ مسئلہ بتاؤں گا جو ام المسائل ہے۔ بس اسی میں زیر بحث مسائل کا حل ہوتا تھا

آپ کی کتاب زندگی اور اس کے اوراق بہت ہیں۔ اگر اس کو لکھا جائے یا بیان کیا جائے تو طالبین حق کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتی ہے۔ امید ہے عنقریب حضرت مولانا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے جو سوانح حیات بڑی محنت اور عرق ریزی اور ثقہ روایات اور قوی دلائل کے ساتھ مرتب کی ہے اور اس کی اعلیٰ کتابت ہو رہی ہے عنقریب منصئہ شہود پر جلوہ نگن ہوگی۔ اس سعادت میں حصہ دار ہونے کے لئے ہم بھی بہ حضرت پیر سید منور حسین شاہ صاحب علی پوری جو رسالہ ہذا کے اعزازی مدیر بھی ہیں، کے مشورہ سے یہ شمارہ امیر ملت نمبر کے نام سے شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

اس میں جہاں تک ہمارے شوق اور امکان کا تعلق ہے۔ آپ کی زندگی کے نہایت حسین اقتباسات اور گلشن حیات کے مہکتے پھول جمع کر رہے ہیں۔ گویا یہ نمبر بھی حضرت امیر ملت کی ایک مختصر سوانح حیات ہے جس کا نام ہم نے "تصویر جماعت" رکھا ہے۔ امید ہے قارئین اس کو پسند فرمائیں گے اور اپنی آراء سے مطلع کریں گے۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

مسائل فقہیہ

نماز شروع کرنے کے وقت جو تکبیر کہتے ہیں وہ تکبیر تحریمہ یا تکبیر اولیٰ ہے۔ یہ تکبیر بھی نماز کا رکن یا اس کی شرط ہے۔ مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر سردیوں کے موسم میں بکل ماری ہو تو بکل سے ہاتھ باہر نکالے اور پھر تکبیر کہے۔ تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ ملائے، ہدایہ میں ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھائے اور پھر تکبیر کہے۔ تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ ملائے نہ اکٹھا کرے۔ ان کو اپنی حالت پر ذرا کشادہ رکھے۔ اور ہاتھ کی ہتھیلی قبلہ رخ ہونی چاہیئے۔ عورت کیلئے حکم ہے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ صرف مونڈھوں تک اٹھائے، تکبیر کے بعد مرد اپنے ہاتھ زیر ناف باندھے اور عورت سینے پر باندھے۔

ملا

محمد صادق قصوری

کچھ امیرِ ملت کی ملی خدمات کے بارے میں

تلخ نوائی سے مجھے معاف رکھیو غالب
آج درد سا سوا میرے سینہ میں ہوتا ہے!

آج کی محفل میں، میں اُن حضرات سے مخاطب ہوں؛ جو اپنے آپ کو تحریک پاکستان کے بے لوث خادم انتھک کارکن اور اجارہ دار ظاہر کرنے میں اپنی تمام ترسعی بروئے کار لا رہے ہیں - اور پس پردہ تحریک پاکستان کے مجاہد اوّل قائدِ اعظم کے مربیّ، علامہ اقبالؒ کے ممدوح حضرتِ امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کی تمام قربانیوں، خدمتوں اور کارناموں کو مٹانے کے درپے ہیں۔ تاکہ ان کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کی تشہیر ہو سکے، اور وہ اپنے ذاتی مقاصد حاصل کر سکیں۔

ہماری شرافت اور خاموشی کیوجہ سے ان حضرات کی سازشیں کچھ حد سے زیادہ ہی تجاوز کر رہی ہیں۔ ہمیں اُن کے رویہ پر از حد افسوس ہے۔ کہ جو کام اغیار کا شیوہ ہے، وہ اپنے گھر کے لوگوں نے ہی سنبھال لیا ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بمن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

اے کاش! وہ یہ بات نہ بھولتے، کہ ہمارے حضرت نے بھرپور مخالفتوں کے باوجود قائدِ اعظمؒ کا ساتھ دیا۔ اور پاکستان کی تخلیق معرضِ وجود میں لانے کیلئے تن من دھن کی بازی لگا کر دامے درمے، قلمے، سخنے اور قدمے مدد کی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے پاکستان ایک عظیم اسلامی سلطنت کی حیثیت سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ آج اُسی مردِ قلندر کی عظمت کے مینار کو گرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر اُن کا طرزِ عمل یوں ہی رہا، تو پھر کسی طرح بھی خاموش نہیں رہ سکیں گے۔ ؎

پڑا فلک کو بھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغؔ نام نہیں

ہمیں سب کچھ معلوم ہے کہ جمعیت العلماء پاکستان میں ہمارے آستانہ کو کس وجہ سے نظر انداز کیا گیا۔ صرف اشتہارات میں حضور شمس الملت وحضور جو ہر ملت مدظلہ، کا نام ہی لکھ دیا گیا۔ مگر دعوت نہیں دی گئی۔ شاید وہ

اس بات سے ناواقف ہیں۔ کہ آفتاب کسی کا محتاج نہیں ہوا کرتا، بلکہ ہم اس کے محتاج ہیں۔ تو حضور! ہمارے پیرانِ عظام کو ایسی سستی شہرت کی تمنا نہیں ہے۔ بھلا جن کے قدموں میں علامہ اقبالؒ بیٹھنا باعثِ صد افتخاری سمجھیں، نواب وقار الملک اپنی ٹوپی اتار قدموں میں رکھیں، قائدِ اعظمؒ جنکی اعانت کے متمنی ہوں، جن کی خدمت میں سر آغا خاں علی گڑھ یونیورسٹی کے لئے چندہ لینے حاضر ہوں، جن کی تعریف میں مولانا ظفر علی خاں رطب اللسان ہوں جنکے ادنےٰ اشارے پر مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ (علی برادرانؒ) جاں نثار کرنے کو تیار ہوں جن کے عشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو حسین احمد مدنی جیسے کٹر کانگرسی بھی لاثانی تسلیم کریں کیا ابھی ان کو آپ ایسی شہرت کی ضرورت باقی ہے؟ نہیں نہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور کالی کملی والے کے صدقے ان کی شہرت، عزت اور عظمت کا آفتاب پہلے ہی نصف النہار پر ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ رہے گا۔ آمین ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیونکر بجھے جسے روشن خدا کرے

میرے حضرتؒ کی خدمات احاطۂ تحریر میں لانے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں۔ آپ اپنے مرشدِ برحق کی دعا سے ہر لحاظ سے لاثانی تھے۔ آپ کی خدمات بھی لاثانی ہیں۔ تحریکِ پاکستان۔ تحریکِ خلافت، شدھی تحریکیں، مجلس اتحاد ملت کے علاوہ وہ کونسی تحریک ہے، وہ کونسا محاذ ہے، وہ کون سا مقام ہے جہاں میرے حضرتؒ نے قابلِ رشک کردار ادا نہیں کیا۔ آپ ملی خدمات کیوجہ سے علاقہ بدر بھی ہوئے پشاور، کشمیر، بلوچستان سے نکالے بھی گئے۔ آپ نے پتھر بھی کھائے گالیاں بھی کھائیں، مگر اپنے نانا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہو کر راہِ حق سے سرِ مو انحراف نہ کیا۔

آخر میں انگریزی حکومت کے سرکاری اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کا ایک حوالہ لکھ کر آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ اخبار لکھتا ہے۔

"حکومت کو اس وقت گاندھی جی کا اتنا خطرہ نہیں ہے جتنا پیر جماعت علی شاہ صاحب کا ہے"

اسی فقرے سے حضرت کی اہمیت اور مقام کا پتہ چل سکتا ہے کہ اسوقت حکومت آپ سے کس قدر خائف تھی۔ ؎

اندکے پیشِ تو گفتم واز غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

اس عورت کے جنت میں داخل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جب وہ مری تھی اس وقت اس کا شوہر اس پر راضی تھا۔

(مشکوٰۃ شریف)

مدیر مسئول

ذیل میں حضرت محدث علی پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیات مقدسہ اور کارہائے نمایاں کا جس سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع کثیر حاصل ہوا۔ کتاب برکاتِ علی پور المعروف خزانہ تیراہی سے نقل کرتے ہیں۔ اس مشہور اور مستند کتاب کو جو یارانِ طریقت میں سندِ اوّل ہے۔ اور جس کو یارانِ طریقت نے حرزِ جاں بنایا ہوا ہے جن کے مطالعہ سے اکثر لوگوں کو نورِ ہدایت حاصل ہوا۔ حضرت محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے خلیفہ حضرت مولنٰا محبوب احمد المعروف خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی جماعتی امرتسری نے ۱۹۴۷ء میں حضرت محدث علی پوری اور سلسلۂ نقشبندیہ کے اکابر اور آپ کے صاحبزادگان اور آپ کے معمولات اور مسائل تصوف و طریقت میں تالیف فرمایا تھا، اس میں مرقوم ہے

● کہ آپ کا یعنے محدث علی پوری قدس سرہ کا خاندان سادات شیراز سے ہے آپ کے آباؤ اجداد بعہد جلال الدین اکبر بادشاہ حسب استدعا بادشاہِ وقت تشریف لاکر موضع علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (پنجاب) میں جاگزیں ہوگئے

آپ کا اسم گرامی جماعت علی شاہ صاحب ہے عرف حافظ جی آپ قرآن شریف کے حافظ ہیں آپ نے کئی بار حج بیت اللہ شریف کیا ہے دوسرے حج میں آپ کو مکہ شریف سے سند محدثیت عطا ہوئی۔ آپ نے بعد از حفظ قرآن کتب فارسیہ عربیہ ابتدائیہ میاں عبدالرشید صاحب علیپوری اور مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب امرتسری سے پڑھیں بعد ازاں مولوی غلام قادر صاحب بھیروی سے جو مولوی عالم کے مدرس تھے، پڑھیں اور مولنٰا مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب اور مولانا مولوی مظہر صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے پڑھتے رہے پھر مولنٰا ادیب مولانا فیض الحسن استاذالکل سے پڑھتے رہے بعد ازاں کانپور میں مولنٰا محمد علی ناظم ندوہ سے پڑھتے رہے بعدہ فاضل کل مولنٰا احمد حسن صاحب کانپوری سے علم حاصل کیا۔ غرضیکہ کتب معقول و منقول تفسیر فقہ حدیث وغیرہ سے فراغت پاکر اساتذہ سے سندِ فضیلت حاصل کی۔ انہی ایام میں حضرت محدث علی پوری مراد آباد گنج مولنٰا فضل الرحمان کی خدمت میں پہنچے حضرت مولنٰا موصوف نہایت اخلاق و محبت سے

سے پیش آئے اور کلاہ مبارک اپنے سر سے اتار کر جناب شاہ صاحب کے سر پر رکھ دی اور اپنا پس خوردہ پانی دے کر فرمایا شاہ صاحب پی لو اور بہت سے اوراد و وظائف کی اجازت دے کر فرمایا جاؤ یادِ خدا کرو کچھ عرصہ بعد حضرت قبلۂ عالم امام الکاملین پیشوائے واصلین محبوب احد مقبول صمد جناب باباجی فقیر محمد صاحب تیراہی ثم چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہو کر منازل سلوک و تصوف کو قلیل عرصے میں طے کیا اور پھر خرقۂ خلافت سے بہرہ یاب ہوئے۔ آپ سے جس قدر طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کو ترقی اور کامیابی حاصل ہوئی وہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ حضرت باباجی علیہ الرحمۃ کو آپ سے بہت محبت تھی۔ ایک دفعہ امرتسر کے احباب سے کسی نے عرض کی حضرت آپ کبھی اس طرف اپنے صاحبزادہ صاحب کو بھی بھیجا کریں تاکہ ہم تشنۂ دیداران کی زیارت سے مستفیض ہوا کریں آپ نے بیساختہ فرمایا تم کو شاہ صاحب جو دیدیئے ہیں اس کے بعد کسی کی آپ کو ضرورت نہیں۔ وہ بھی بمنزلہ صاحبزادہ کے ہیں۔

ایک بار کا ذکر ہے کہ موضع ٹہلہ ضلع سیالکوٹ کے یاروں اور عقیدت مندوں نے عرض کی کہ فلاں گاؤں میں آپ ضرور تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا جانا ضروری نہیں اور مجھے کچھ عذر بھی ہے البتہ اگر مجھے دیکھنا ہو تو شاہ صاحب (جماعت علی شاہ) کو دیکھ لیا کرو۔

کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ حضرت باباجی علیہ الرحمۃ اکثر حضرت شاہ صاحب کے لئے غائبانہ دُعا فرمایا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ آج تمام دنیا پر روشن ہے۔ آپ کا فیض اور برکتیں ایمانداروں کو برابر تقسیم ہو رہی ہیں۔ چنانچہ شاہ صاحب کے خدام کی تعداد چار لاکھ سے متجاوز ہے۔ جو کہ بلادِ مختلفہ مثل کوہ نیل گرھی۔ کوہ کنور، کوہ کولار، بنگلور، میسور۔ پونہ، احمد آباد، دہلی۔ بھوپال، رہتک فرید کوٹ۔ فیروز پور، قصور۔ لاہور، امرتسر سیالکوٹ جموں و کشمیر، راولپنڈی وغیرہ مشہور و معروف شہروں میں رہتے ہیں۔

● آپ کے ہاتھ پر کئی لوگوں نے کفر و شرک سے تائب ہو کر دینِ اسلام قبول کیا اور پھر وہ آپ کی نگاہِ لطف بار اور بحرِ فیض سے آپ کی تعلیم و تربیت سے فیض پاکر زمرۂ اولیاء اللہ میں شمار ہو کر گم گشتگان راہ کے لئے رہنما بن گئے۔

● آپ ہر جگہ کامیاب ہوئے چنانچہ علاقہ میسور و بنگلور میں چند کٹھ ملاں اور نام نہاد پیر و پیرزادوں نے آپ کی زبردست مخالفت کی۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے جسقدر وہ مخالفت کرتے تھے اسی قدر آپ کی عزت زیادہ ہوتی اور وہ ذلیل و خوار ہوئے۔ آخرکار وہ بالکل ناکام ہوئے اور گھر گھر ذکر و فکر اور مراقبہ کی محفلیں قائم ہونے لگیں۔ شعراء نے

آپ کی شان میں قصائد لکھے اور اسٹیجوں پر پڑھے جانے لگے۔ پھر تو یہ عالم تھا کہ جہاں شاہ صاحب قدم رکھتے وہاں لوگ آنکھیں بچھاتے اور جہاں آپ کا پسینہ گرتا وہاں لوگ اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہوتے۔

● مرزا قادیانی کو ہمیشہ علماء ظاہر کے ساتھ مقابلہ رہتا تھا۔ اگرچہ ان سے ہر وقت شکست کھا کر بھاگتا رہا۔ مگر ۱۹۰۴ء میں ۲۷ اکتوبر کو سیالکوٹ میں حضرت شاہ صاحب کے ساتھ بھی مقابلہ کا ارادہ کیا لیکن جب نقشبندی تلوار چلی تو ایسا بھاگا کہ قیامت تک یاد کرے گا۔ اس مقابلہ میں اس نے سخت ذلت اٹھائی۔ جس قدر لوگ اس کی بیعت کو تیار تھے اس کی شکست دیکھ کر بدظن ہو گئے اور حضرت قبلۂ عالم امیر ملت کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے۔

لاہور میں مرزا کی شکست

اہل اسلام لاہور نے حضرت شاہ صاحب علیپوری کو بغرض تبلیغ حق و ہدایت مدعو کیا۔ ان ایام میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنی بیوی کا علاج کرانے کے لئے لاہور آیا ہوا تھا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب لاہور تشریف لائے اور شاہی مسجد میں بروز جمعہ ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں علماء کبار۔ فضلاء نامدار کی تقریروں کے علاوہ حضرت شاہ صاحب نے بھی تقریر فرمائی اور بہمہ وجوہ مرزا کی تردید ہونے لگی اور مرزا کے نسبت حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا مقابلہ میں آ کر اپنی صداقت دلائل عقلیہ سے ثابت کرے اگر مباحثہ سے بھاگتا ہے تو مباہلہ کر لے مگر مرزا کو حضرت شاہ صاحب امیر ملت کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر کار حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا کے حق میں خدائی فیصلہ ہو گیا ہے۔ وہ تین روز کے اندر بلکہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔ یہ بات آپ نے رات کو دس بجے فرمائی تھی اور ۲۶ مئی دس بجکر دس منٹ پر وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مگر رخصت ہوا تو کیسے اس کے لئے صرف یہ ایک شعر ہی کافی ہے۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

کامل مسلمان

وہ ہے جو لوگوں سے مل جل کر رہے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرے وہ کامل مسلمان نہیں جو لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھ رہتا ہے لوگوں کی اذیتوں سے بچا رہتا ہے۔ لوگوں سے مل جل کر رہنا اور ان کو راہ ہدایت پر لانا اور ان کی اذیتوں پر صبر کرنا پیغمبروں کا کردار ہے اور وہی عمل افضل و بہتر ہوتا ہے جو پیغمبروں کی سنت اور ان کے طریق کے مطابق ہو

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفٰے

القاب و خطابات امیر ملتؒ

ہر شخص کا ایک وہ نام ہوتا ہے جو بوقت ولادت والدین اس کا رکھتے ہیں اس کا معنےٰ مطلوب نہیں ہوتا اس سے صرف اس کی ذات اور اس کا تشخص ہی مطلوب ہوتا ہے۔ اس نام سے وہ اپنے غیر سے الگ ہوتا اور پہچانا جاتا ہے۔ حضرت قبلۂ عالم امیر ملتؒ کا نام نامی و اسم گرامی جو آپ کے والدین نے آپ کا رکھا وہ "جماعت علی شاہ" ہے۔ چونکہ آپ سید ہیں اس لئے آپ کے اسم گرامی سے قبل عرف کے مطابق سید اور آخر میں شاہ کا الحاق ہوا اور ادباً جیسا کہ ہمارے عرف میں ہے صاحب کا بھی الحاق ہو گیا اور آپ کا نام سید جماعت علی شاہ صاحب ہو گیا۔ جب آپ نے قرآن پاک حفظ کیا تو سید سے پہلے حافظ اور علم پڑھا اور اس کی تکمیل کی تو مولانا کا اور حج فرمایا تو الحاج اور اپنے پیر و مرشد سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تو حضرت اور پیر کا لفظ بھی آپ کے نام کا جزو بن گیا۔ اور یوں لکھا جانے لگا حضرت مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور جب مکہ مکرمہ کے محدثین سے آپ کو سند حدیث مرحمت ہوئی تو آپ کو محدث علی پوری کہا جانے لگا اور مسجد شہید گنج لاہور کو واگذار کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا تو مسلمانوں کے جم غفیر میں اہل اسلام کے خواص اور ارباب حل و عقد نے آپ کو امیر ملت کا خطاب دیا اور جوں جوں آپ کے مدارج ارتقاء پذیر ہوتے گئے اور اوصاف حمیدہ کا بکثرت بروز ظہور ہونے لگا تو آپ کے لئے خطاب و القاب خود بخود عقیدتمندوں کی زبان پر آنے لگے۔ کہتے ہیں جس کے اسماء زیادہ ہوں اس کے فضائل و مکارم زیادہ ہوتے ہیں۔ آپ میں حق گوئی کی صفت بدرجہ اتم تھی۔ بادشاہوں، والیوں تک کو اگر ان میں غلطی ہوتی تو آپ برملا ان کو ملامت فرماتے۔ حق گوئی کے مسئلہ میں آپ حکومت وقت سے بھی خائف نہیں ہوتے تھے بلکہ ڈٹ کر آپ نے حکومت وقت سے صداقت و حقانیت کی طاقت سے مقابلہ کیا اور کامران و کامیاب ہوئے۔ انگریز نے قانون بنایا کہ نابالغ بچوں کا نکاح نہ پڑھایا جائے۔ جو پڑھے گا وہ مجرم ہوگا اور اسے سزا دی جائیگی۔ آپ نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ یہ قانون مسلمانوں کے لئے ناقابل تسلیم ہے اس لئے کہ کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ آپ نے نہ صرف احتجاج کیا بلکہ ایک قلیل عرصہ میں سینکڑوں نابالغ بچیوں اور بچوں کا نکاح پڑھایا۔ اور حکومت دیکھتی رہ گئی۔ آپ کا قول تھا "جو سید ہے

وہ سید نہیں۔ افغانستان میں آپ نے بادشاہ اور اس کے سپاہیوں کو دیکھا کہ جوتے سمیت مسجد میں آتے ہیں۔ آپ نے ان کو اس سے روکا کہ یہ آداب مسجد کے منافی ہے۔ حیدرآباد دکن میں جناب نظام صاحب اپنی زچون لڑکیوں کو بے پردہ جمعہ کے دن نماز کے لئے مسجد میں ہمراہ لاتے تھے۔ آپ نے برسر منبر اس کو تنبیہہ فرمائی کہ لڑکیوں کو بے حجاب لئے پھرنا خلافِ شریعت ہے ان کو پردہ کا حکم کریں۔ نظام صاحب نے سر تسلیم خم کیا اور آئندہ ایسا کرنے سے توبہ کی۔ اس صفت کی بنا پر آپ کو مردِ مجاہد اور حق گو کہا جانے لگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ میں وہ صفات آفتاب کی طرح روشن تھیں جو مجددِ وقت یا محی الدین یا غوث اعظم میں ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ عقیدت مندوں نے برملا اپنے قصائد و مناقب اور تقریر و تحریر میں مجدد محی الدین غوث اعظم کے لقب سے یاد کیا۔ میرا اپنا ایک شعر ہے۔

ے ایکہ نامت در جہاں مشہور مثل آفتاب
شہ جماعت غوث اعظم معدن علم و حیا

جس طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہٗ کو شیخ الشیوخ اور پیران پیر کہا ہے اسی طرح جن لوگوں نے آپ سے روحانیت اور تزکیۂ نفس کا سبق لیا اور چشم بصیرت سے آپ کے احوال و مقامات کا مطالعہ کیا، انہوں نے آپ کو پیران پیر کہا۔ اصل میں پیران پیر اس رفیع المرتبت ذات کا نام یا لقب ہے جو خوبی صفات میں خود کامل ہو کر دوسروں کو سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں اپنی نگاہ کرم اور فیضِ محبت سے کامل بنانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس صفت کا بھی آپ میں بدرجہ اتم ظہور ہوا۔ آپ نے ہزاروں کی تکمیل فرما کر مقام رشد و ہدایت تک پہنچایا اور وہ ہر خطہ میں لوگوں کی رہنمائی کر رہے ہیں اور پیر کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اس بنا پر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ بھی پیران پیر ہیں۔ حضرت معین الملت مولٰنا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب آپ کے نواسے مختلف مقامات پر آپ کے مختلف القاب و خطابات کی نسبت سے آپ کا عرس شریف کرواتے ہیں۔ جس میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی سیرت آپ کا کردار بیان کیا جاتا ہے۔ اور شعراء گرامی قدر آپ کے قصائد و مناقب ترنم سے پڑھتے ہیں۔ کہیں یوم شاہ جماعت، کہیں یوم امیر ملت۔ کہیں یوم پیران پیر کہیں یوم ابو العرب (اس لئے کہ اہل عرب آپ کو ابو العرب کہا کرتے) مناتے ہیں۔ اور پیر خود کھڑے ہو کر ان القاب کی توجیہہ بیان فرماتے ہیں کہ سننے والے عش عش کر اٹھتے ہیں۔

> جب کوئی مر جائے تو اسے مت روکو اس کو اس کی قبر کی طرف جلدی لے چلو اور چاہیئے کہ دفن کرنے کے بعد اس کے سرہانے سورہ بقرہ کی شروع آیات اولئک ھم المفلحون تک، اور اس کے پاؤں کی جانب اسکی آخری آیات آمن الرسول سے آخر تک پڑھی جائیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت معین الملت
پیر سید حیدر حسین شاہ
علی پوری

امیر ملّت
حافظ سیّد جماعت علی شاہ
محدّث علی پوری

جب دھرتی پر جان لیوا حبس اور تڑپا دینے والی گرمی سے ذی روح مخلوق بدحال ہو جاتی ہے تو اللہ کریم ہواؤں کو حکم دیتا ہے جو بادلوں کو بنجر علاقوں کیطرف ہانک دیتی ہیں اور برسوں کی خشک و بے آب زمین پر مسرت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

اسی طرح جب دھرتی کے بیٹوں کے سینے ہدایت، و محبت کے نور سے محروم ہو جاتے ہیں اور چوانب سے بے چینی۔ انتشار۔ ضلالت و نفرت کے جھکڑ چلنے لگتے ہیں تو خالق کائنات اپنے کرم سے نبیوں، رسولوں اور اولیاء کی صورت میں رحمت کے بادل بھیج دیتا ہے۔ جن کی جانفشانی سے فتنہ و فساد کی گرد تہ نشین ہو جاتی ہے، اور وحشت زار عالم میں محبت و اخوت کے خوشرنگ جاذب نظر مہکتے پھول کھل جاتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اس لئے نہ کوئی نبی دنیا میں آئیگا اور نہ رسول ـــــ مگر ہدایت کا فریضہ انجام دیا جاتا رہے گا اور دین برحق کی آبیاری کا سلسلہ جاری رہے گا۔ جو منشائے فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس اہم منصب پر ورثۃ الانبیا و اولیاء اللہ فائز ہوتے ہیں اور اپنے اپنے علاقے سے فسق و فجور۔ معاصی و گمراہی کا استیصال کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ برصغیر میں ہدایت و نیکی کی اشاعت اور بدی و ضلالت کے انسداد کے لئے اللہ کے نیک بندے باری باری تشریف لاتے رہے اور مخلوق خدا کی شیطانی قوتوں کی فریب کاریوں سے نجات دلانے میں مصروف رہے۔

انیسویں صدی عیسوی میں اعلیحضرت حافظ سید جماعت علی شاہ اس مقدس منصب پر فائز ہوئے۔ آپ کا خاندان سادات شیراز سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کے اجداد میں حضرت سید محمد نوروز شاہ ہمایوں بادشاہ کی درخواست پر اس کے ساتھ ہند میں تبلیغ دین کیلئے شیراز سے تشریف لائے اور موضع علی پور سیداں

میں مقیم ہوئے۔ یہاں کے کہن سال اشخاص کا کہنا ہے کہ بعض بزرگ حضرت شاہ جماعت کی ولادت کی خبر دیتے رہے ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب ۳۸ ویں پشت میں حضرت فاطمۃ الزہرا سے جا ملتا ہے۔

تعلیم

آپ نے ۱۲۶۹ھ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد امرتسر جا کر عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد حصول علوم کیلئے آپ نے لاہور۔ سہارن پور۔ کان پور۔ مراد آباد کا سفر بھی کیا۔ اساتذہ سے استفادہ کر کے اسناد فضیلت حاصل کیں اور دنیائے علوم و عمل میں نام پیدا کیا۔

اسناد حدیث آپ نے زمانۂ طالب علمی میں حضرت فضل الرحمٰن محدث گنج مراد آبادی سے پہلی سند حدیث حاصل کر کے اور دوسرے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں حضرت مولانا عبدالحق محدث الٰہ آبادی سے دوسری سند حدیث اور حضرت مولانا عبدالعلی محدث پانی پتی سے تیسری اور حضرت مولانا عمر ضیاء الدین محدث شیخ الاسلام قسطنطنیہ سے چوتھی سند حدیث حاصل کی۔

بیعت

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سنت اولیاء کی اتباع میں آپ نے حضرت باباجی فقیر محمد صاحب چوراہی نقشبندی کے دست مبارک پر بیعت کی اور قلیل مدت میں خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اس مخصوص التفات کی وضاحت کرتے ہوئے حضور باباجی قبلہ چوراہی نے فرمایا: کہ حافظ جی (حضور امیر ملت) ولایت کے تمام لوازمات پہلے ہی لے کر میرے پاس آئے ہیں۔ میرا کام صرف شمع روشن کرنا ہے۔

قلمی تصویر

آپ کا رنگ گورا، نورانی قد درمیانہ اور جسم دبلا تھا۔ ریش مبارک قدرتی طور پر یک مشت تھی۔ ہاتھوں کی انگلیاں لمبی لمبی اور نازک تھیں پیشانی اور سینہ کشادہ تھا۔ مختصر یہ کہ آپ نہایت خوب رو تھے۔ چہرہ مبارک پرنور تھا اور اس نورانیت سے ہر شخص بلا لحاظ مذہب و ملت متأثر ہوتا اور برملا اس کا اظہار کرتا تھا۔

آپ کو سفید لباس پسند تھا۔ چکن کا کھلے گلے کا کرتہ اور لٹھے کی سفید شلوار پہنتے تھے اور نفیس ململ سفید کی بڑی اور مسنون پگڑی زیب سر فرماتے تھے اتباع سنت میں دھاری دار بردیمانی (یعنی چادر) استعمال فرماتے تھے۔ آپ گنبد خضرا کی تعظیم کے پیش نظر سبز رنگ کا تہمد استعمال نہ کرتے، اور دوسروں کو بھی سبز رنگ کا کپڑا کمر کے نیچے استعمال کرنے سے منع کرتے۔

خوراک

اس معاملے میں آپ نہایت محتاط تھے — بچپن سے تہجد گزار والدہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا پاک کھانا نوش کرنے کے عادی تھے۔ سفر میں تہجد گزار خدمت گزار آپ کے لئے کھانا تیار کرتا تھا۔ شکوک اور مشتبہ کھانے سے ہمیشہ پرہیز کرتے تھے — غیر مسلم کے ہاتھ کی کوئی چیز آپ نے کبھی استعمال نہ کی

دینی خدمات

آپ نے ساری زندگی دین کی مخلصانہ خدمت میں بسر کی۔ اس معاملے میں آپ کا عمل زمان و مکان کی قیود سے آزاد تھا۔ آپ کو تمام دنیا میں سب سے زیادہ محبت خطۂ حجاز سے تھی — اور عربوں سے تعلق خاطر تھا۔ اسی لئے آپ ان کو ہر طرح فائدہ پہنچانا چاہتے تھے، اور عامۃ المسلمین کے دلوں میں تحریروں اور تقریروں کے ذریعے عربوں سے ہمدردی اور محبت کے جذبات پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے مارچ ۱۹۲۱ء میں لائلپور میں منعقد ہونے والی خلافت کانفرنس میں ایک طویل فی البدیہہ خطبہ صدارت میں عربوں پر انگریزوں کے مظالم کی داستان سنائی اور برملا ان کی مذمت کی۔ حجاز میں ریلوے لائن کے قیام کے لئے سلطان ترکی کی اپیل پر لاکھوں روپے ارسال فرمایا کرتے، اور خود جاکر بھی ہر طرح امداد کرتے تھے۔ اس کے علاوہ حجاز کی تمام مفید تحریکوں سے آپ کو دلچسپی تھی۔

حج

آپ نے کتنی حج کئے لیکن ان کی صحیح تعداد کا علم سوائے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کو نہیں۔ کیونکہ جب کبھی آپ سے کسی نے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: کہ حج گنوانے کے لئے نہیں کئے۔ الغرض آپ اس معاملے میں اخفائے راز اور انکسار سے کام لیتے تھے۔ آپ کو ارضِ مقدس سے نہایت محبت تھی۔ روضۂ نبوی کی زیارت اور حج کے لئے تقریباً ہر سال تشریف لے جاتے تھے۔ آپ نے وصال سے دو سال قبل بھی ۱۹۴۹ء میں انتہائی ضعف و ناتوانی کے باوجود معمول کے مطابق فریضہ حج ادا کیا۔

عقیدہ

آپ عقیدہ کے لحاظ سے اہلسنت والجماعت تھے اور صحیح المذہب حنفی تھے۔ ختم نبوت کے فدائی تھے۔ آپ کا قول تھا کہ سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلاواسطہ اس کی تعلیم و تعلّم خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ہر نبی پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضور خاتم النبیین

تک سب انبیاء کے نام مفرد ہوتے ہیں۔ آپ نے فتنہ مرزائیت کی مخالفت میں جدوجہد کی۔ جلسوں میں مواعظ حسنہ کے ذریعہ مسئلہ ختم نبوت کی تبلیغ فرمائی۔ یہاں تک کہ مرزا غلام احمد کو ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور مناظرہ کی دعوت دی مگر وہ مناظرہ کی جرأت نہ کرسکا، اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق شرمناک طریقے پر دنیا سے چل بسا۔

آپ نے ساری عمر ختم نبوت کے عقیدے کی اشاعت کی۔ جس کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں مسلمان گمراہی سے بچ گئے اور سینکڑوں گم گشتہ راہ دوبارہ داخل اسلام ہوئے۔

آپ نے ۱۹۱۳ء میں شہادت مسجد کانپور کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی انگریزوں کی گولیوں کا نشانہ بننے والے مسلم خاندانوں کی امداد اور مسجد کی مرمت کے لئے دل کھول کر چندہ دیا۔

تحریک خلافت میں عملی حصہ لے کر ترکوں کی حمایت اور انگریزوں کی مخالفت کی۔ تحریک کے لئے خود لاکھوں روپے چندہ دیا اور مسلمانان برصغیر نے آپ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے لاکھوں روپے خلافت کمیٹی کے دفتروں میں جمع کرائے۔ آپ نے اس مقصد کے لئے ملک کے طول و عرض میں دورے کئے۔

فتنہ ارتداد یو۔پی

جب ہندو سرمایہ داروں نے انگریز کی ملی بھگت سے ۱۹۲۳ء میں فتنہ ارتداد کھڑا کیا۔ تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے مرکزی انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ اجلاس منعقدہ علی پور سیداں میں اپنے قلبی تاثرات میں بیان فرمایا:

"یہ ایک ایسا موقع ہے کہ اس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہ ملے گی۔ اسلام کی دنیاوی وجاہت کو نہیں تاکا جاتا بلکہ سرے سے اسلام کی ہستی پر زد لگائی جاتی ہے۔ کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جسکا دل اس صدمے سے متأثر نہ ہوا ہو۔ بانئ اسلام کا تو یہ حکم ہے کہ اپنے مردے بھی اغیار کے ہاتھ میں نہ جانے دو اور یہاں یہ حالت ہے کہ ہمارے زندوں کو اغیار لے جائیں اور ہم دیکھا کریں۔" اس لئے آپ نے اسکا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو اسلام کی وجاہت اور جامعیت بتائی اور ہندو سرمایہ داروں کی سازشوں کو ناکام بنا دیا۔ اس کے لئے سینکڑوں وفود میدان ارتداد میں روانہ کئے۔ ان کے تمام مصارف خود برداشت کئے۔ خود میدان ارتداد میں ہفتوں قیام کرکے روزانہ مواعظ حسنہ سناتے اور دین کے صحیح اصول سمجھاتے۔

ساردا بل کی مخالفت اور شکست

۱۹۲۹ء میں ہندو نے انگریز کی حمایت حاصل کرکے مسلمانوں کے مذہبی معاملے میں دخل اندازی کی، اور نابالغ بچوں کے نکاح پر پابندی لگانے

کے لئے ۱۹۲۹ء میں ایک قانون منظور کرایا۔ آپ نے وائسرائے کو تار کے ذریعے اپنی مخالفت سے مطلع کیا۔ مگر بل منظور کر لیا گیا۔ آپ نے سب سے پہلے اس قانون کی خلاف ورزی کی اور ایک رات میں سینکڑوں نابالغ بچوں کے نکاح کا خطبہ خود پڑھا۔

تحریکِ حریتِ کشمیر

۱۹۳۱ء میں کشمیر میں آریہ سماجیوں نے فتنہ برپا کیا اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی تو آپ نے کشمیری مسلمانوں کے موقف کی حمایت اور ان کی امداد کے لئے سینکڑوں وفود روانہ کئے اور تاحیات کشمیری مسلمانوں کے حقوق حریت کی تائید فرماتے رہے۔ آپ خود حریت کے مبلغ اور علمبردار تھے۔ اوائل عمری سے مسلمانانِ ملک کو ہندو اور انگریز کی استبدادیت سے نجات دلانے کی فکر کرتے تھے۔ اسی مقصد کے لئے آپ نے اپنے مریدوں کو ہندو سے خرید و فروخت نہ کرنے کی تاکید فرما دی تھی۔ چنانچہ آپ کے لاکھوں مریدوں نے ہندو سے خرید و فروخت بند کر کے مسلم تاجروں سے لین دین شروع کر دیا تھا۔

۱۹۰۶ء میں جب مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی تو آپ نے اس کی تائید و حمایت فرمائی، اور ہر موقع پر اپنی تائید کا یقین دلاتے رہے اور اس جماعت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ آپ جہاں بھی جاتے لوگوں کو اس جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے۔ اس مقصد کے لئے اپنے خلفا کو نامزد کر کے روانہ فرماتے جو اپنی تقریروں کے ذریعے عام مسلمانوں میں مسلم لیگ سے وابستگی کا جذبہ پیدا کرتے۔ چنانچہ سرحد و پنجاب کے علاوہ یو۔ پی اور سی۔ پی میں مسلم لیگ کو مقبولیت حاصل ہوئی اور ۱۹۳۷ء کے مقابلہ میں مسلم لیگ کانگرس کو شکست دینے میں کامیاب ہوگئی۔

قائداعظم نے اس موقع پر "یوم تشکر" منانے کی اپیل کی تو آپ نے اس کا خیر مقدم کیا، اور ایک تار کے ذریعے انہیں اپنی مکمل تائید کا یقین دلایا۔ پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کی بیخ کنی بھی آپ ہی کی مرہونِ منت ہے۔ کانگرس کی شہ پر کسی خاکسار نے قائداعظم پر ۲۶ رجولائی ۴۳ء کو قاتلانہ حملہ کیا۔ بمبئی کے ریڈیو سے یہ خبر فضا میں منتشر ہوئی۔ حیدر آباد دکن میں قائدِ ملت نواب بہادر یار جنگ مرحوم نے سنی۔ بے قرار ہو کر حضرت شاہ جماعت کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ قاری شہاب الدین صاحب کے مکان پر بیگم بازار میں فروکش تھے۔ نواب صاحب کی مدد سے سیدھے دو زانو بیٹھ کر دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور دیر تک حضرت قائدِ اعظم کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائی۔ حاضرین نے بشمول نواب بہادر یار جنگ اس دعا میں شرکت کی اور آمین کہی تو آپ نے حضرت قائداعظم کے نام ایک خط تحریر فرمایا اور نواب

صاحب کو سنایا۔ نواب صاحب نے خط کو انگریزی ترجمہ کرا کے ٹائپ کرانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو آپ نے اپنا اصل خط بھی اس کیساتھ روانہ کر دیا۔ جس میں قائد اعظم کی صحت کی بحالی اور درازی عمر اور حصول مقصد میں کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔ یہ خط اور

(۱) قرآن مجید کا نادر قلمی نسخہ
(۲) مدینہ منورہ سے لائی ہوئی بیش قیمت تسبیح
(۳) قیمتی اُونی مصلّےٰ
(۴) بردیمانی
(۵) آبِ زمزم شریف کی کپی بدست خان بہادر حاجی بخشی مصطفےٰ علی خاں میسوری حال مقیم مدینہ منورہ ارسال کئے۔

اس خط کا جواب قائد اعظم نے چند روز کے بعد روانہ کیا اور آپ کی دعاؤں اور تحائف کا شکریہ ادا کیا۔

کشمیر میں قائد اعظم کی ضیافت

حضرت امیر ملت ۱۹۴۴ء میں حسب سابق کشمیر کے تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے اور نشاط باغ میں فروکش ہوئے۔ اسی زمانے میں حضرت قائد اعظم مسلم لیگی زعما کے ساتھ جن میں نواب زادہ لیاقت علی خاں مرحوم اور عبد الرب نشتر مرحوم بھی تھے۔ نظریۂ پاکستان کی نشر و اشاعت کی غرض سے کشمیر گئے اور حضرت امیر ملت کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقات سے مشرف ہوئے اور آپکے مکتوب حیدر آباد دکن، دعاؤں اور تحائف کا دوبارہ شکریہ ادا کیا۔ اس ملاقات میں حضرت قائد اعظم نے حصول آزادی قیام پاکستان کی کوششوں میں کامیابی کے لئے بھی دعا کرائی۔ آپ نے دعا فرمائی اور اپنی قدیم عادت کے مطابق بطور مہمان نوازی ایک پر تکلف ضیافت کا اسی وقت اہتمام کیا۔ انواع و اقسام کے دیسی کھانوں سے دستر خوان آراستہ تھا۔ آپ کے ساتھ قائد اعظم نے پہلی بار مشرقی طرز کے دستر خوان پر بغیر چھری کانٹے کے کھانا تناول کیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مہمانوں کو بیش قیمت تحائف سے نوازا

علی گڑھ مسلم کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کی مساعی میں آپ نے سر وقار الملک کی اپیل پر لاہور میں جلسہ کی صدارت کی اور لاکھوں روپے اس غرض کے لئے روانہ کئے۔ ندوۃ العلمائے لکھنو کے سرپرست رہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے مدارس کی بیش از بیش مالی امداد کی۔

علاوہ ازیں ملک کے متعدد دینی مدارس کی سرپرستی۔ علما کی قدر دانی۔ طلبہ کی حوصلہ افزائی۔ آپ کے معمول میں داخل تھی۔ آپ نے رفاہی کاموں میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے اسلامی اخبارات اور پریس کی بھی حوصلہ افزائی کی۔ ملک کے طول و عرض میں ان گنت مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ علی پور سیداں میں ۱۹۴۴ء میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد

رکھی۔ علم طریقت و تصوف کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں ایک انجمن بنام خدام الصوفیہ ۱۹۰۴ء میں قائم کی۔ رسالہ انوار الصوفیہ جاری کرایا۔ آپ نے علی پور سیداں میں ایک مردانہ مہمان خانہ۔ سیالکوٹ میں جماعت منزل۔ علی پور سیداں میں ایک کتب خانہ شان دار مسجد نور تعمیر کروائی۔ یاغستان کے علاقہ کھیل میں جماعت منزل قائم کرائی۔

اس کے علاوہ آپ کا لنگر ہمیشہ جاری رہا۔ تحریک مسجد شہید گنج کے زمانے میں آپ کی کوشش سے مسلمانوں کو تلوار رکھنے کی اجازت ملی اور اسی زمانے میں آپ کو امیر ملت کا لقب عظیم اجتماع میں بمقام راولپنڈی اکابر علماء رؤسا اور عام مسلمانوں نے پیش کیا جسے آپ نے قبول کیا۔

زبان دانی

آپ کو پنجابی کے علاوہ عربی - فارسی، پشتو - ملتانی۔ سندھی - پوربی - ہندی اور اردو زبانوں پر عبور تھا اور ضرورت پر بے تکلف گفتگو فرماتے تھے نیز ان زبانوں کے چیدہ چیدہ شعراء کا منتخب کلام بھی ازبر تھا - آپ نے نہایت ہی سنجیدہ مذاق پایا تھا حمد و ثنا اور دینی مضامین بہت دلچسپی سے پڑھتے اور سنتے تھے - آپ کو جوشیلی اور دھواں دھار تقریر ناپسند تھی - سفر ہو یا حضر، رات ہو یا دن گرمی ہو یا سردی - آپ کی مجالس رشد و ہدایت طلوع آفتاب سے نصف شب تک نماز تہجد کے بعد فجر تک گرم رہتی تھیں - آپ عادتاً آہستہ آہستہ مجلس کی نوعیت کی مناسبت سے سنجیدہ تقریر فرماتے اور پانچ پانچ گھنٹے بلا تکان حاضرین سے خطاب فرماتے - آپ کو کلام اللہ سے بے حد محبت تھی - خود جید حافظ تھے اور اپنی اولاد میں پرپوتوں تک کو کلام اللہ کا حافظ بنایا - آپ کو دیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرہ ذرہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور یہ عقیدت تادم واپسیں بڑھتی ہی گئی - آپ اہل مدینہ کی خاطر داری میں بے حد تکلف فرماتے - آپ کے کھانے پینے کے برتن - مصلیٰ - تسبیح - بدیمانی - لباس کپڑے کپڑا وغیرہ - اسکے علاوہ اجناس خوردنی تک مدینہ منورہ سے لاکر کاشت کرواتے - آپ جب عرب تشریف لے جاتے تو اہل حجاز جوق در جوق آپ کے استقبال اور ملاقات کے لئے آتے - آپ کے اس بے پناہ جذبۂ محبت نے اہل عرب کے دل میں گھر کرلیا، اور انہوں نے آپ کو "ابو العرب" کا لقب دیا۔

عادات و اطوار

آپ بے حد سخی - رحمدل - حلیم طبیعت کے مالک تھے - جو کچھ موجود ہوتا، خدا کی راہ میں لٹا دیتے ہر سال سردی کے موسم میں درویشوں اور مسکینوں کے لئے کمبل اور روئی کی گرم صدریاں اور کپڑا منگوا کر تقسیم کرتے - یہاں تک کہ لنگر کے جانوروں کے لئے گرم جھولیں تیار کرائیں - المختصر آپ حسن سلوک

ایثار - قناعت پسندی - صداقت شعاری اور عجز و انکساری کا مکمل نمونہ تھے - امانتوں کی پوری پوری حفاظت کرتے - کسی کے گھر میں بے ضرورت یا بے طلب تشریف نہ لے جاتے اور شدید آزمائشوں کے عالم میں بھی صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے — مال و متاعِ دنیا کو خاطر میں نہ لاتے اور توکل کی زندگی بسر کرتے - مہمان نوازی آپ کی محبوب صفت تھی - مہمانوں کو دیکھ کر آپ باغ باغ ہوتے تھے ان کیلئے پرتکلف لذیذ کھانے پکواتے اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتے اور خوش ہوتے - آپ کا مہمان خانہ ہمیشہ آباد رہا - آپ حق و صداقت اور عدل و انصاف کو ہر موقع پر ملحوظ رکھتے اور اسلام کی تبلیغ میں ثابت قدمی سے مصروف رہتے - آپ عقیدہ کی مضبوطی پر زور دیتے اور ہمیشہ حق گوئی میں اپنے اسلاف کی پیروی کرتے -

شاہ ابن سعود کی دعوت قبول نہ کی

سعودی حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو شاہ ابن سعود نے خاص ایلچی کے ذریعہ آپ کو مدعو کیا - آپکو شاہ موصوف سے اختلاف مسلک و عقائد تھا - اس لئے آپ نے مکہ شریف میں ایلچی کو یہ کہہ کر روانہ کر دیا کہ دس ہزار لعنت دعوت کرنے والے پر اور دس ہزار لعنت شامل ہونے والے پر!

تاجدارِ دکن کو تنبیہ

حیدرآباد دکن میں مجلس میلاد بمقام نبی خانہ خیرالمبین منعقد تھی - ہزاروں کا اجتماع تھا - آپ وعظ فرما رہے تھے - نواب میر عثمان علی خاں اپنی جواں سال شہزادیوں کو لئے مسجد میں آگئے آپ نے موضوع بدل کر پردہ کے متعلق شرعی احکام شروع کئے تو کسی نے عرض کیا - حضور نظام تشریف لائے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ یہاں نظام ہو یا غلام سب برابر ہیں - الغرض آپ نے مجلس میں شہزادیوں کو بے پردہ لانے پر ایسی تنبیہ فرمائی کہ آپ کی مؤثر ہدایات پردہ تاحیات عمل کرتے رہے

حضرت مولانا خیرالمبین صاحب حیدرآباد دکن کے عالم دین اور صاحب دل بزرگ تھے - آپ سلسلہ نقشبندیہ سے واسطہ تھے - آپ کی وصیت کے مطابق حضور امیر ملت انکے جنازہ کے ساتھ گئے - اس موقع پر حیدرآباد کے ہزاروں مسلمانوں جنازہ کے ساتھ تھے - جب تدفین کا وقت آیا تو کشن پرشاد وزیر اعظم ریاست بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر قبر میں مٹی ڈالنے کے لئے بڑھا تو آپ نے ناراض ہو کر کہا کہ دور ہو مردود کیا مسلمان مر گئے ہیں کہ ایک کافر مسلمان کی میت کو مٹی دے رہا ہے - اس ارشاد سے وہ نہایت خجل ہوا، اور مسلمان کی صف سے نکل گیا -

مشرف زیارت نبی اکرم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کئی مرتبہ نصیب ہوئی - ایک مرتبہ آپ حج کے لئے

تشریف لے گئے۔ بحری جہاز میں میٹھا پانی نہ ہونے کے سبب استنجا اور وضو کے لئے سمندر کا کڑوا پانی استعمال کرنا پڑا۔ جس سے آپ کے اعضا پر زخم ہوگئے۔ کپڑے ناپاک رہنے لگے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد دربار اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کہ حضور مجھ کو حاضری تو نصیب ہوگئی ہے مگر میں بے وضو دربار میں نہیں ٹھہر سکتا۔ زخم ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ حضور نے جواباً فرمایا: کہ ان زخموں کو آب کوثر سے دھو ڈال چنانچہ آپ نے پانی پلانے والے سے ایک کوزہ لے لیا اور دونوں رانوں پر ایک ایک چلو پانی لیپ لیا۔ نماز عشا کے بعد گھر جا کر سو گئے۔ فجر کے لئے اٹھے تو زخم کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ بدن کا ہر حصہ آئینے کی طرح چمک رہا تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا قاصد بنا کر حیدرآباد دکن میں مولوی نیر حسین صاحب کے پاس بھیجا۔ حضور نے آپ کی بدولت رہتک کے شیخ رشید الدین کو زیارت کا شرف عطا فرمایا۔

کرامات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو خواب میں ایک سادھو کو مسلمان کرنے کا حکم دیا اور تعارف بھی کرایا۔ یہ سادھو بانہال (علاقہ کشمیر) کے پہاڑی علاقے میں رہتا تھا۔ آپ اس کی تلاش میں پہلی بار بانہال گئے وہ اپنی جھونپڑی میں آپ کا منتظر تھا۔ آپ کو دیکھا تو خیر مقدم کے لئے باہر آیا، اور اپنی جھونپڑی میں لے گیا۔ اس نے آپ سے تواضعاً پوچھا کہ آپ کیا شوق فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا: خربوزہ کھلاؤ۔ اس نے فوراً گردن جھکا لی اور کافی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہنے لگا۔ کہ زمین پر تو نایاب ہے۔ آپ نے فرمایا: آسمان پر دیکھو اس نے کہا: وہاں تک میری پہنچ نہیں۔ آپ نے فرمایا: پڑھو کلمہ شریف پھر وہاں تک بھی رسائی ہو جائے گی، اس نے پڑھا اور محمد رسول اللہ اس کی زبان سے نکلا کسی غیبی طاقت نے وہاں ایک خربوزہ لا کر رکھ دیا۔ جس کی خوشبو لطیف ذائقہ نہایت شیریں اور رنگ دلکش تھا۔ یہ خربوزہ دونوں نے کھایا۔ آپ نے فرمایا: کلمہ شریف کی برکت سے رب تعالیٰ نے یہ خربوزہ جنت سے بھیجا ہے۔

ایک ستر سالہ بانجھ نے حاضر خدمت ہو کر اپنا مدعا بیان کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ کہیں کیکر میں بھی انگور لگتے دیکھے ہیں۔ وہ فوراً بولی کہ میں نے علی پور شریف میں کیکروں پر انگوروں کے گچھے لگے دیکھے ہیں — بڑھیا کی حاضر جوابی سے محظوظ ہو کر آپ نے دعا کی۔ اس کے بعد بڑھیا سے فرمایا کہ جا تجھے رب ایک بیٹا دے گا اس کا نام نور محمد رکھنا۔ اس نے کہا میں نے تو مجھے دیکھے ہیں آپ ایک فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ایک تو نے پھر دیکھی جائے گی — اگلے سال وہ اپنے نومولود بچے

کو بے کو حاضر خدمت ہوئی۔ بچہ کو پیش کر کے عرض کرنے لگی کہ اس کی جوڑی ہو تو اچھا ہو۔ آپ نے پھر دعا کی۔ دعا کے بعد فرمایا، کہ اب جو بیٹا رب دے اس کا نام منظور احمد رکھنا۔ اس کے بعد وہ چلی گئی۔ ایک سال کے بعد دوسرا بچہ بھی لیکر آئی تو آپ کا وصال ہو چکا تھا۔

ہندوستان کے نامور ادیب و شاعر جناب منظور حسن صاحب نامی ایم۔ اے (علیگ) استاذ دہلی ماہ مارچ ۱۹۴۹ء میں اپنی آپ بیتی لکھتے ہیں کہ میں نے شادی سے پہلے حضرت امیر ملت کی زیارت نہیں کی تھی۔ اہلیہ بچپن سے آپ کی مرید تھی۔ ایک مرتبہ اہلیہ کے وطن جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں ایک بڑے جنکشن پر گاڑی تبدیل کرنی پڑتی تھی۔ گاڑی سے اتر کر دیکھا تو اسٹیشن پر ایک ہجوم نظر آیا — دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرت صاحب موصوف کے عقیدت مند ہیں اور مختلف مقامات سے پیشوائی کے لئے آتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سے نہ کسی سے جان پہچان تھی نہ قرابت جب گاڑی سے حضرت قبلہ تشریف لانے والے تھے۔ اس کے آنے میں ڈیڑھ گھنٹے کی دیر تھی۔ میں نے ہوٹل میں چائے پی — اور ٹہلتا ہوا اس پلیٹ فارم پر گیا۔ جس پر گاڑی آنے والی تھی اور پلیٹ فارم کے ایک آہنی کھمبے سے کمر لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اور دل میں کہا کہ اگر شاہ صاحب قبلہ موجودہ زمانے کے ولی اور قطب ہیں تو :

۱۔ میں نے چونکہ نیاز کبھی حاصل نہیں کیا، اور حضرت کو مسافروں میں سے نہیں پہچان سکا اس لئے وہ اپنی شناخت کا خود اہتمام کریں۔

۲۔ جس ڈبے میں حضرت سوار ہوں وہ ڈبہ میرے عین سامنے آکر رکے۔

۳۔ حضرت قبلہ مجھے میری اہلیہ کے تعلق سے بلائیں۔

۴۔ حضرت قبلہ مجھ پر دوسروں سے زیادہ توجہ فرمائیں۔ گاڑی آنے کا وقت ہو گیا۔ حضرت قبلہ کے مریدین مخلصین اس پلیٹ فارم پر آکر اسطرح پھیل گئے کہ میں اس سیلاب میں ایک قطرے کی طرح فنا ہو گیا۔ یکایک شور ہوا۔ گاڑی آگئی۔ میں وہیں کھڑا رہا — گاڑی کی رفتار دھیمی ہوئی اور ایک ڈبہ اسی مقام پر رکا۔ اس میں ایک بزرگ جن کے چہرے سے نورانی کرنیں نکلتی ہوئی نظر آتیں۔ تشریف فرما تھے۔ شائقین کے بڑھتے ہوئے ہجوم نے ظاہر کر دیا کہ آپ ہی حضرت ممدوح ہیں۔ حضرت گاڑی سے اترے۔ مجھ پر نگاہ ڈالی۔ جو روح کی گہرائیوں تک اترتی چلی گئی۔ اشارے سے مجھے قریب بلایا اور ایک نورانی تبسم کیا تھا فرمایا کہ کیا تم ہی لیلے حسین پوری کے شوہر ہو!

جالندھر کے ایک شخص سید جماعت علی کا

کہتا ہے کہ میں حضرت کا ارادت مند نہ تھا اور آپ کی ولایت کا منکر بھی تھا۔ ایک دفعہ میں امرتسر سے جالندھر آنے کے لئے اسٹیشن پر پہنچا تو وہاں بے پناہ ہجوم نظر آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت حیدر آباد دکن تشریف لے جا رہے تھے، اور یہ لوگ آپ کو خدا حافظ کہنے کے لئے آئے ہیں۔ میں اس گاڑی پر سوار ہو کر حضرت کے ڈبہ میں چلا گیا، اور دل میں خیال کیا کہ اگر آپ واقعی ولی اللہ ہیں تو مجھے میرے حسب و نسب سے پہچانیں گے اور دوسروں سے زیادہ مجھ پر شفقت فرمائیں گے اور کوئی کرامت بھی دکھائیں گے۔

اگرچہ اس سے پہلے مجھے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ جوں ہی میں حضرت کے سامنے ہوا۔ آپ نے نہایت شفقت سے سید کہہ کر اپنے پاس بٹھایا اور ساتھ ہی اپنے خادم سے میری خاطر تواضع فرمائی — اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ آپ کو میرا سید ہونا کیسے معلوم ہو گیا اور آپ کے الطاف کریمانہ کو دیکھ کر استعجاب اور بڑھ گیا۔ جو تکلف طبیعت میں تھا وہ کچھ کم ہو گیا۔ گو آپ کا مجھے پہچان لینا اور مجھ پر شفقت فرمانا ہی کرامت تھا۔ مگر آپ کی ولایت اور کشف کا دل میں انکار ہی رہا گاڑی دریائے بیاس پر پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا :— شاہ صاحب لوٹا لو، اور دریا سے پانی بھر لاؤ۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے پھر فرمایا۔ میں نے لوٹا لیا اور ایسا معلوم ہوا کہ گاڑی رک گئی ہے۔ میں نے دریا سے پانی لیا اور آپ کی خدمت میں بھرا لوٹا پیش کیا۔ گاڑی تیزی سے رواں تھی — میں حیرت میں ڈوب گیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ پھر میں نے اپنے ڈبے میں جا کر مسافروں سے بیاس کے پل پر گاڑی ٹھہرانے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے واقعہ کی صحت سے انکار کر دیا، کیونکہ یہ ڈاک گاڑی تھی۔ جو چھوٹے اسٹیشنوں پر نہیں ٹھہرتی۔ تو بیاس کے پل پر کیونکر ٹھہرے۔ وہ میرا مذاق اڑانے لگے۔ میری گفتگو سن کر ایک بزرگ صورت مسافر نے کہا۔ یہ ایک راز ہے۔ آپ اسی بزرگ سے پوچھیں۔ چنانچہ میں دوبارہ آپ کے پاس گیا اور پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ شاہ صاحب کرامت کسے کہتے ہیں ! یہ سنتے ہی میں آپ کی ولایت کا قائل ہو گیا، اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا

آپ کی کرامت سے ایک بچے کا روگ دور ہو گیا — بیمار گھوڑی تندرست ہو گئی۔ بھوکوں پیاسوں نے بے آب و گیاہ جنگل میں آم کھائے اور لسی پی ناکام قرعہ اندازی کو حج اکبر نصیب ہوا۔ رنگور کے ایک ریگ زار میں خشک کنوئیں میں پانی کی فراوانی ہو گئی۔

غرض اللہ تعالے نے آپ کو ظاہری و باطنی دولت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اسے مخلوق خدا کے سکھ اور سکون کے لئے فیاضی سے استعمال کیا۔ اس سے بڑھ کر اور کرامت کیا ہوگی کہ آپ ساری زندگی طلبت اللہ اور اتباع مصطفی علیہ السلام

پر ثابت قدمی سے عمل پیرا رہے۔ کبرسنی، ضعف و نقاہت کے باوجود خلق خدا کو ہر طرح فیض پہنچانے میں کوتاہی نہ کی۔ فرائض پنجگانہ ہمیشہ باجماعت ادا کئے۔ حتیٰ کہ آخری نماز عشاء بھی جبکہ نزع کے حملے شروع ہو چکے تھے۔ باجماعت ادا کی، اور معمول کے مطابق وظائف ادا کئے۔ سردی اور گرمی میں پچھلی رات پابندی سے نرم گرم بستر چھوڑ کر نماز تہجد ادا کی اور مجالس پند و نصیحت، رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری و ساری رہا۔ اپنوں اور عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک میں ذرہ برابر کمی آپ نے نہ دی۔ مہمان نوازی حاجت روائی، تا دم آخر جاری رہی۔ آپ نے کبھی کسی کا احسان گوارا نہ کیا، اور نہ شریعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ کی۔ نہ حاکم جابر سے خوف کر کے حق و صداقت میں پس و پیش کیا، اور دنیا کو حسن عمل کا بہترین نمونہ دے کر $\frac{۳۰}{۳۱}$ اگست ۱۹۵۱ء اور $\frac{۲۶}{۲۷}$ ذی قعدہ ۱۳۶۹ھ جمعرات و جمعہ کی درمیانی شب عالم جاودانی کیطرف روانہ ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا صدق نجات کا ذریعہ ہے اور جھوٹ ہلاکت کا باعث ہے۔ صدق نیکی کا راستہ ہے اور نیکی جنت کا۔ جھوٹ بدی کا راستہ ہے اور بدی دوزخ کا۔ علماء نے جھوٹ کو کبیرہ گناہوں سے شمار کیا ہے اور کبیرہ گناہ کسی بڑی سے بڑی نیکی سے بھی معاف نہیں ہوتا وہ صرف توبہ سے معاف ہوتا ہے۔ جو کوئی سچ بولنے کو اپنی عادت بنا لیتا ہے وہ صدیقوں میں لکھا جاتا ہے اور جو جھوٹ کی عادت بنا لیتا ہے وہ کذابوں اور دجالوں میں لکھا جاتا ہے۔

قیامت کی علامات سے یہ ہے کہ جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ زنا کی کثرت ہوگی۔ لوگ شراب بہت پینے لگیں گے مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ عورتوں کی بہت زیادہ ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ پچاس پچاس عورتیں ایک ایک مرد کی تحویل میں ہوں گی۔ قیامت سے پہلے کئی جھوٹے آئیں گے جو من گھڑت حدیثیں تیار کریں گے اور نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان سے بچو۔

ایک شخص نے حضورؐ سے سوال کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئیگی اسوقت آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اسکے سوال کا آپ نے جواب نہ دیا جب آپ فارغ ہوئے پوچھا کس نے سوال کیا تھا وہ شخص کھڑا ہوا اور عرض کی حضور میں نے سوال کیا تھا آپ نے فرمایا جب امانتیں ضائع ہونے لگیں اسوقت قیامت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اس نے عرض کی حضور امانت کے ضائع ہونے کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا حکومت ایسے لوگوں کو سونپی جائے گی جو اس کے اہل نہیں۔

نعت شریف

متحد ہوئے اغیار مدینے والے
المدد اے مرے سرکار مدینے والے

سوئی ہوئی تقدیر ہو بیدار مدینے والے
ہم بھی ہیں حاضر دربار مدینے والے

اک نظر ہم پہ بھی سرکار مدینے والے
ہم بھی ہیں آپ کے بیمار مدینے والے

آپ کے صدقے میں کونین کی تخلیق ہوئی ہے
آپ ہیں خلق کے سردار مدینے والے

کوئی ہمدرد نہیں امتِ عاصی کا حضور!
سب ہوئے در پئے آزار مدینے والے

المدد! آتشِ نمرود نے گھیرا ہے ہمیں!
اک اشارے سے ہو گلزار مدینے والے

کس کے دامن میں ملے عاصی و خاطی کو پناہ
کون ہے آپ سا غمخوار مدینے والے

صدقہ محبوب الٰہی کا ہماری سن لے
ہو گئے اب تو ہیں لاچار مدینے والے

دیکھ مسلم ہی ہوا اسلام کی عظمت کا حریف
کلمہ گوؤں کا یہ کردار مدینے والے

خاک بن کر یہ عزیز آپ کے قدموں میں رہے
اب بلا لیجئے سرکار مدینے والے

خواجہ عزیز نظامی

محمد سلیمان وقائع نگار شاہ جماعت مدیرہ غازیخان

مجدد مائتہ حاضرہ ــــــ محی الدین و الملت

حضرت امیر ملت شاہ جماعت محدث علی پوری

تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ بنی آدم کی رشد و ہدایت کے لئے اللہ تعالے وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرماتا رہا جب ختم المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری جلوہ فرمائی پر دروازہ نبوت بند ہوا تو بمصداق ؎

بحر رو تاب مستوری ندارد
چوں در بندی کہ از روزن برآمد

(مراد یہ کہ نور چھپ نہیں سکتا۔ دروازہ بند ہونے پر بھی نور دروازہ کے درز سے باہر نکلتا رہتا ہے)

علماء ربانی لم یخش الا اللہ کے مظہر بن کر امت مرحوم کی رشد و ہدایت و تزکیۂ نفس کے لئے داعی الی الحق ہوتے رہے۔ یہ مقدس گروہ اللہ و رسول کی اتباع میں شاہوں کی شاہی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے دین متین کی اشاعت میں سربکف رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اسد اللہ شیر خدا کے خطاب سے نوازا۔ اس لئے کہ تمام مخلوق میں صرف شیر کی خاصیت ہے کہ دریا کی تیز دھار میں سیدھا ناک کی سیدھ میں تیر کر دریا پار کرتا ہے۔ بقول مومن ؎

شیر سیدھا تیرتا ہے وقتِ رفتن آب میں

یعنے دریا کے بہاؤ سے شیر راستہ نہیں بدلتا اسی طرح رفتار زمانہ اس مقدس گروہ کو دین متین کے مسلک سے نہیں ہٹا سکتی۔ دنیا کہتی ہے زمانہ بانو نسازد تو بازمانہ بساز۔ مگر داعی الی الحق بازمانہ بساز کی بجائے بازمانہ مساز عمل پیرا رسم و رواج و عقائد پر خاموشی مصلحت وقت کو منافقت قرار دیتے رہے ہیں۔ داعی الی الحق ابن الوقت کی بجائے ابوالوقت ہو کر اعلائے کلمۃ الحق بلند کرتے رہے۔ علمائے متقدمین میں سیدنا امام احمد بن حنبل رح نے بادشاہ وقت کے پیش کردہ مسئلہ مخلوق قرآن کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ اس وقت کے ابن الوقت علماء نے اس کو صحیح مان کر دستخط ثبت کئے ہوئے تھے۔ بادشاہ وقت کی جلالت کو پائے تحقیر سے ٹھکراتے ہوئے باوجود ہر قسم کی قید و بند کی صعوبت برداشت کر کے داعی الی الحق ...... کا عملی ثبوت دیا۔ علی ہذا خاندان مغلیہ کے عروج کے دور میں حضرت مجدد

الف ثانی سرہندیؒ نے بادشاہ وقت اکبر کے
جاری کردہ دین الٰہی کی مخالفت و دربار میں
ہندوانہ رسومات شرک و بدعات سجدہ تعظیمی
کے قلع قمع کرنے میں اس کے بیٹے جہانگیر
بادشاہ کے حکم پر قید و بند کی صعوبت برداشت
کی مگر اپنے منصب اور مقام کے باعث

؎ گردن نہ جھکی ان کی جہانگیر کے آگے

خاندان مغلیہ کے زوالی دور میں حضرت شاہ
ولی اللہ محدث دہلویؒ نے کفار ہند کے ہاتھوں مسلمانانِ
ہند کی زبوں حالی و پستی پر نعرۂ حق بلند کیا اور
احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں پانی پت کی چوتھی
لڑائی میں مرہٹوں کا (جو تمام ہندوستان میں چھائے
ہوئے تھے) وہ بھوسہ نکلوایا کہ پھر سنبھل نہ سکے اور
دین حق کی ترویج و اشاعت و مسلمانانِ ہند کی تنظیم
میں سنگِ میل کا کام کر کے داعی الی الحق ثابت
ہوئے۔

علماء متاخرین سے ایسے وقت میں جبکہ
برٹش حکومت اپنے عروج دور میں مسلمانان ہند
کو ہر پہلو سے تباہ کرنے کے لئے اپنی عیسائی
مشنری کے ذریعہ ہمارے متاع دین و ایمان پر
ڈاکہ زنی کر کے عیسائی بنا رہی تھی اور خود مسلمانوں
میں سے اپنے خود کاشتہ پودا کے ذریعہ ایک
مسلم نما عیسائی گروہ پیدا کیا جو جہاد بالسیف کی
بجائے جہاد بالقلم اور انگریزی حکومت کو
اولی الامر منکم (خلیفہ) قرار دے کر مسلمانوں سے
جذبۂ جہاد مٹانے اور مسلمانان عالم کی ملی مرکزی
تنظیم خلافت عثمانی (خلیفۃ المسلمین) سے رابطہ
ختم کرنے میں مصروف تھا اور دیانند بانی آریہ
سماج کی پارٹی مولوی عبدالغفور لودھیانوی کو دھرم
پال بنا کر مسلمانوں کو آریہ مرتد بنا رہی تھی۔ ان
بیگانگان کے علاوہ مسلمانوں کا ایک گروہ الموحد
کے روپ میں مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کی
جڑ محبت رسول ﷺ کو ختم کرنے کے لئے توحید کی
تکمیل تنقیص رسالت مآب ﷺ پر قائم کئے ہوئے تھا۔

الغرض چودھویں صدی کے اس دور پر فتن میں
عیسائی مشن و آریہ سماج انگریزوں کا پیدا کردہ گروہ
قادیانی اور الموحد وہابی کی سیاسی عددی اور ایمانی
ڈاکہ زنی کی یلغار کے سدباب اور اپنے دین حنیف
کی اشاعت اور مسلمانان ہند کی صحیح رہنمائی و سربلندی کے
لئے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں نور مجسم صلے اللہ علیہ
وسلم کی آل اطہر سے حضرت قبلۂ عالم پیر سید جماعت
علی شاہ صاحب محدث علی پوریؒ کو اللہ تعالےٰ نے
داعی الی الحق کے مقام ارفع پر فائز کیا۔ حضرت صاحبؒ
نے مذاہب باطلہ کی تردید و مسلمانوں کی سیاسی تنظیم و
دین حقہ کی تبلیغ و اشاعت تصوف اور اصل الایمان
محبت رسول دلوں میں پیدا کرنے کے لئے تمام
زندگی ہندوستان میں کشمیر سے راس کماری اور دارجلنگ
آسام سے پشاور و عرب و افغانستان تک سفر میں
گذاری۔ مسلمانان ہند نے حضرت مجدد علی پوریؒ
کی سیاسی، دینی و ملی خدمات کے باعث 1935ء

میں بمقام راولپنڈی مسجد شہید گنج کی واگذاری کے سلسلہ میں آپ کو امیر ملت متفقہ طور پر جلسہ عام میں منتخب کیا۔ راقم سفر و حضر میں بتوفیق باری حضرت امیر ملت کی ہمرکابی میں رہا۔ اس لئے حضور کی شان داعی الی الحق کے اثبات و لم یخش الا اللہ کی عملی تفسیر میں چند واقعات بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کر رہا ہے۔

واقعہ ا:۔ ۱۹۱۹ء میں جنرل ڈائر نے جلیانوالہ باغ امرتسر کے اجلاس پر مشین گن سے فائرنگ کر کے ہزاروں انسانوں کو ہلاک و قتل کر ڈالا۔ انگریز حکومت نے اس خونچکاں قتل عام کو حق بجانب اور اڈوائر گورنر پنجاب و جنرل ڈائر کو بری الذمہ قرار دینے کے لئے ایک محضرنامہ (رپورٹ) پر پنجاب کی مشہور خانقاہوں کے سجادہ نشینان سے دستخط ثبت کرائے لیکن حضرت قبلہ شاہ صاحب محدث علی پوری نے محضرنامہ پر دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ رپورٹ (محضرنامہ) بطور ریکارڈ لائبریری گورنمنٹ پنجاب میں محفوظ رکھی گئی۔

واقعہ ۲: ہندو مسلم اتحاد و ترک موالات و ہجرت کابل کی پُرزور علانیہ مخالفت

۲۱-۱۹۲۰ء میں بگلا بھگت گاندھی نے ہندوستان سے اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے انگریزی حکومت کے خلاف تحریک عدم تعاون شروع کی اور اپنے کاسہ لیس کانگرسی علماء کو ساتھ ملا کر ہندو مسلم اتحاد کی رو بہت تیزی سے چلائی۔ مکار قوم ہندو نے مسلمانوں کے ہندوستان سے سیاسی وجود ختم کرنے کے لئے مسلمانوں کا جھوٹا پانی پیا۔ ایک ہی برتن میں کھانا تک کھایا اور کانگریسی علماء غازی عبدالرحمان و مولوی شہاب وغیرہ دسہرہ کے تہوار رام لیلا و رام چندر، لچھمن سیتا کے جلوس میں گھوڑوں پر سوار ہمرکاب رہے۔ راقم نے لائل پور میں یہ روح فرسا منظر بچشم خود دیکھے کہ یہ نام نہاد علماء جلوس کے دوران ظہر عصر مغرب کی نماز سے بھی بے نیاز رہے۔

بگلا بھگت گاندھی کے سحر سے کانگریسی علماء اس قدر مسحور ہو چکے کہ جامع مسجد دہلی کے مقدس منبر پر دشمن اسلام کافر شر دانند کٹر آریہ کو بٹھلا کر ہندو مسلم اتحاد و ایک قومی نظریہ پر تقریر کرائی اور اپنے دلوں سے عظمت خدا و رسول ہٹ جانے کا ناقابل فراموش مظاہرے کراتے تھے۔ مولنا عبدالباری فرنگی محل لکھنؤ اور مسٹر گاندھی کے دستخطوں سے مشترکہ اعلان و اشتہارات ترک موالات و ہجرت کابل جاری ہو رہے تھے۔ جن سے متاثر ہو کر ہزاروں سیدھے سادے مسلمان ملازمت و طلبا کالج چھوڑ کر اور ہجرت کابل سے بے وطن ہو کر اپنا مستقبل تباہ کر بیٹھے۔ ایسے نازک و خطرناک وقت میں حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علیشاہ صاحب محدث علیپوری نے مسلمانان ہند کی

مکار ہندو کے ہاتھوں تباہی برداشت نہ کرتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد، عدم تعاون اور ہجرت کابل کے خلاف نعرہ کلمات الحق بلند کیا کہ " نور و ظلمت ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ اسلام نور اور کفر ظلمت ۔ اس لئے ہندو مسلم اتحاد خلاف فطرت اور ہجرت غلط اقدام ہے ۔
مسلمان ہندوستان کی زمین کا مالک ہے ہندو نہیں ۔ ہمارے آباء و اجداد سرزمین ہند میں دفن ہیں۔ ہر مسلمان مرکر دو گز زمین کا مالک ہوتا ہے۔ ہندو مرکر جلانے سے راکھ بن کر ہوا میں اڑ جاتا ہے۔ گاندھی رام راج قائم کرنے کے لئے مسلمانوں کو یہاں سے بذریعہ ہجرت نکال رہا ہے۔ سو (۱۰۰) بے ایمان مرے تھے جب یہ مکار گاندھی پیدا ہوا، مسلمانو اس کے مکر سے بچو۔

واقعہ ۳: دو قومی نظریہ

اسی پرآشوب دور میں خلافت کانفرنس لائل پور مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۱ء زیر صدارت حضرت قبلہ عالم محدث علی پوریؒ منعقد ہوئی جس میں حکیم نورالدین لائل پوری سیکرٹری جلسہ و جناب مولانا شوکت علی صاحب و دیگر اکابرین علماء و لیڈرانِ قوم ہندوستان کے اطراف و اکناف سے نیز ہزاروں کی تعداد میں ہندو بھی شریک جلسہ تھے حضرت صاحبؒ نے اپنے خطبہ صدارت میں مسلمانان ہند و خلافت عثمانیہ (ترکیہ حکومت) کے عروج و انحطاط پر پُر تاثیر تبصرہ فرماتے ہوئے۔ آخر ببانگ دہل اعلان کیا کہ۔

" میرے لئے میرا خدا و میرا رسول اور سات کروڑ مسلمان کافی ہیں "

مجمع میں سے آواز بلند ہوئی کہ حضرت پیر صاحب ملک کے تیئس کروڑ ہندو بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ ہندو حاضرین کی اس پیشکش پر جناب مولانا شوکت علی صاحب نے کھڑے ہو کر تائیدی طور پر کہا، یقیناً ۲۳ کروڑ ہندو آپ کے ساتھ ہیں۔ جس پر حضرت صاحب نے فرمایا۔

" سنو میں نہیں کہتا شوکت علی صاحب کہتے ہیں کہ ہندو ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ الفاظ خطیہ ہیں اور بڑھا لو "

گویا آپ نے علی الاعلان نام نہاد ہندو مسلم اتحاد کی نفی کی۔ چنانچہ ایک سال بعد ہی اس آریہ لیڈر شردھانند نے جس کو احراری علماء نے شاہی جامع مسجد دہلی کے مقدس منبر پر بٹھلایا تھا، شدھی سنگھٹن کی تحریک سے گوڑگانو دہلی کے مضافات میں گوجر مسلم جاٹ و ملکانہ راجپوت مسلم برادری کو ہندو بنانا شروع کر دیا بلکہ اپنے زعم باطل میں شردھانند نے اخبارات میں اعلان کیا کہ میں مسلمانوں کے کعبہ کی چھت پر اوم کا جھنڈا لہرا دوں گا۔

اسی فتنہ ارتداد کے انسداد میں حضرت محدث علی پوریؒ نے شہر آگرہ میں دفتر انجمن خدام الصوفیہ قائم کر کے اپنے خرچ پر اس علاقہ میں سینکڑوں

مبلغ ورضا کار بھیجے اور پچاس ساٹھ دینی مکتب و
ہسپتال قائم کئے اور بذات خود دسمبر ۱۹۲۳ء میں
اس علاقہ کا دورہ کر کے اپنے مواعظ حسنہ سے
مسلمانوں کے ایمان کو اس فتنہ ارتداد سے بچایا۔
تین سال کی جدوجہد اور شاہانہ خرچ و تبلیغ سے
ملکانہ راجپوتوں کی نئی پود مسائل دین سے واقف
اور پرانے پکے نمازی ہو گئے۔ مرتدین واپس دائرہ
اسلام میں داخل ہوئے۔

سرکار علی پوری نے قل جاء الحق و
زہق الباطل کی عملی تفسیر بن کر مساعی جمیلہ سے
نہ صرف ملعون شردھانند کا زعم باطل خاک میں ملا
دیا بلکہ کانگرسی مسحور علماء پر خطبہ صدارت لائل پور
کے کلمات طیبات، کہ ہندو مسلم ایک نہیں ہو سکتے
دو جداگانہ قوم ہیں من وعن ثابت کر دیا۔ کیوں
نہ ہو۔ داعی الی الحق جو ٹھہرے۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

واقعہ ۳ کانگریسی مسحور علماء کی دینی حمیت کا اندازہ

اسی فتنہ ارتداد جس کے ذریعہ عام بھولے
بھالے مسلمانوں کے دل و زبان سے محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی بجائے رام و کرشن کی
مالا جپنا شروع کرائی جا رہی تھی ہر سچا مسلمان
بے تاب تھا۔ ایک واقعہ حضرت سرکار علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ منعقدہ دربار علی پور شریف
۱۹۲۴ء کے جلسہ عام میں بیان فرمایا کہ:-

میں فتنہ ارتداد سے بے چین ہو کر شہر
بمبئی سے بذریعہ بمبئے ایکسپریس پنجاب آ رہا
تھا کہ سیکنڈ کلاس ڈبہ کی سامنے والی سیٹ پر
ایک کھدر پوش گاندھی کیپ پہنے بیٹھا تھا
میں نے خیال کیا کوئی سوداگر ہے۔ جب گاڑی
احمد آباد اسٹیشن پر پہنچی تو کانگرسی نعروں کی
گونج میں حکیم اجمل خاں بھی اسی ڈبہ میں سوار
ہو گئے۔ حکیم صاحب میرے شناسا تھے، علیک
سلیک کے بعد تعارف کرایا کہ یہ مولانا ابوالکلام
صاحب ہیں۔ سلسلہ کلام شروع ہونے پر میں
اپنا درد دل فتنہ ارتداد بیان کیا کہ آپ ہندو مسلم
اتحاد کا نعرہ بلند کر رہے ہیں۔ ہندو شردھانند
مسلمانوں کو آریہ کافر بنانے کی تحریک شدھی
شدو مد سے شروع کئے ہوئے ہے۔ یہ سن
کر ابوالکلام نے نہایت طنز سے کہا کہ شاہ صاحب
تیرہ سو برس سے آپ ہندو کو مسلمان بناتے
آ رہے ہیں۔ ان کا بھی حق ہے کہ وہ اپنے دھرم
کا پرچار کریں۔ آپ اس قدر گھبرا کیوں گئے۔

اس غیر متوقع جواب پر میں نے کہا "مسلمانوں
کے دل سے متاع ایمان چھینی جائے اور ہم خاموش
تماشائی بنے بیٹھے رہیں۔ دینی حمیت کے خلاف اور قیامت کے
روز خدا و رسول کے سامنے رسوائی کا موجب ہوگا"۔
یہ سن کر مبہوت رہ گیا۔ دہلی تک میں نے اس سے
کوئی کلام نہیں کیا۔

واقعہ ۱۵ :- وسط مارچ ۱۹۲۳ء میں حضرت قبلہ عالم سرکار پوری تھپر دہلی نزد جنگی قبرستان حضرت قبلہ شاہ ابوالخیر صاحب نقشبندیؒ کے چہلم پر تشریف لے گئے۔ راقم بھی ہمرکاب تھا۔ اس مبارک تقریب میں ہندوستان بھر سے حضرات نقشبندی سجادگان تشریف فرما تھے۔ حضرت قبلہ شاہ ابوالخیر صاحب کے حلقہ ارادت میں شاہِ کابل داخل تھا۔ اس لئے تقریب کا انتظام سفیر کابل سرانجام دے رہا تھا۔ جو صاحبزادگان کی مجوزہ مسند پر جوتے سمیت پھر رہا تھا۔ حضرت قبلہ عالم سرکار علیپوری مسند کے دائیں طرف تشریف فرما تھے۔ آپ نے اس کو جوتے سمیت پھرتا دیکھ کر نہایت جلال میں فرمایا۔ یہ کون ہے؟ کسی نے کہا سفیر کابل۔ حضور نے فرمایا:

"فقیر کی مسند پر دنیا کے کتے کا جوتے
سمیت پھرنا میں برداشت نہیں کر سکتا
ایسا بے ادب میری آنکھوں کے سامنے
نہ آئے ورنہ میں یہاں سے اٹھ کر
چلا جاؤں گا"

چنانچہ سفیر کابل باقی تقریب میں سامنے نہ آیا اور حضرت سرکار علی پوری نے اپنے دست مبارک سے صاحبزادگان کی دستار بندی فرمائی۔

ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی
آنکھوں میں بس رہا ہے جس کی جلال تیرا

اصلاح معاشرہ کے ساتھ ساتھ حکومت کی غلط پالیسی پر بادشاہ وقت سے ٹکر لیتے ہیں۔ اس ضمن میں مجدد مائتہ سرکار علی پوری کے متعدد واقعات میں سے چند ایک کا تذکرہ ہماری جرأت ایمانی و حمیت ملی کو بیدار کرنے کے لئے پیش خدمت ہے۔

واقعہ ۱۶ :-

شاردا ایکٹ

قبل از پاکستان ۱۹۳۰ء میں حکومت ہند کے نافذ کردہ قانون (کمسن بچے و بچیوں کی شادی ممنوع) کے نافذ ہونے پر پہلی رات ہی متعدد کمسن بچے و بچیوں کی شادی کے نکاح علی الاعلان پڑھا کر مداخلت فی الدین قانون کی دھجیاں بکھیر دیں۔

واقعہ ۷ حرمین شریفین میں اعلاءِ کلمۃ الحق

اجلاس نہر زرقہ مدینہ منورہ

راقم الحروف بفضل ایزدی ۱۹۳۲ء میں بسلسلۂ حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینہ منورہ سرکار علیپوری قدس سرہٗ کی ہمرکابی کی سعادت سے بہرہ ور رہا۔ مدینہ منورہ میں آب رسانی کا واحد ذریعہ نہر زرقہ ہے۔ جو حضرت امیر معاویہ نے پہاڑوں میں بند بنا کر بنائی تھی۔ جس کا انتظام اہالیان مدینہ خود سرانجام کرنے کے لئے ہر سال دفتر نہر زرقہ میں حجاج سے چندہ جمع کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بروز جمعہ دفتر ہذا میں زیر صدارت حضرت سرکار علی پوری کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں چیدہ حجاج کرام و مختلف اسلامی ممالک کے سفیران کے ساتھ راقم الحروف و حضرت الحاج ڈاکٹر سید ہدایت اللہ صاحب امرتسری

ودیگر یاران شامل ہوئے۔ مہر کار علی پوری نے اپنی
صدارتی تقریر فرمائی کہ۔

پچھلے سال بھی اسی طرح اجلاس کر کے
حجاج کرام سے چندہ جمع کیا تھا۔ حکومت مکہ معظمہ
کی نہر زبیدہ کا انتظام خود کرنے کے لئے ہر حاجی
پر ٹیکس عائد کئے ہوئے ہے تو مدینہ منورہ کی اس
نہر کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینے سے کیوں آنکھ
بند کئے ہوئے ہے کیا مدینہ منورہ اس کی حکومت میں
شامل نہیں۔ جب حجاج نہر زبیدہ کا ٹیکس ادا کر
رہے ہیں تو نہر زرقہ کے ٹیکس سے کون گریزاں۔
اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ اہالیان مدینہ منورہ و
حاجی صاحبان کا ایک وفد حکومت سے مل کر
سرکاری انتظام کا مطالبہ کرے۔

حضرت صاحبؒ کی اس تجویز پر نظام
حیدرآباد کے ایک وزیر نے تائید کی کہ حضرت
جلالۃ الملک ابن سعود اس جائز مطالبہ کو ضرور
شرف قبولیت بخشیں گے۔ کیونکہ رائے عامہ بہت
بڑی طاقت ہے۔ تائیدی کلمات پر بطور تبصرہ
آپ نے دوبارہ کھڑے ہو کر پرزور الفاظ میں
کہا "پہلے بادشاہ قلعہ کے قصروں میں بیٹھتے
تھے۔ رعایا صبح درشن کرنے کے بعد اپنا کاروبار
شروع کرتے تھے۔ لیکن اب زمانہ بدل گیا۔
بادشاہ صبح اٹھ کر سب سے پہلے اپنے مخصوص
ذرائع سے رعایا کا رجحان معلوم کرتا ہے رعایا کے
رجحان کے ساتھ راعی کو چلنا پڑتا ہے مگر۔

ایں زمیں را آسمان دیگر است

یہاں کی حکومت نرالی ہے (حکومت نے اپنے
پانچ سالہ دور میں مزارات و مآثر کے انہدام
سخت انقلابی کارروائی سے عامۃ المسلمین کے
جذبات کو مجروح کیا ہوا تھا۔ (راقم) مسلمانوں کا
ایک بچہ بھی خوش نہیں پھر یہ حکومت کیوں کر رہی
ہے؟" مرحبا لم یخشی الا اللہ کی عملی تعبیر دنیا کے
سامنے پیش کر دی۔

واقعہ ۸ حرمین شریفین میں جماعت ثانی کا اجراء

نجد کے شاہ ابن سعود نے بزور شمشیر اپنی
مملکت میں حجاز کو شامل کرنے کے بعد حرمین
شریفین (مکہ معظمہ و مدینہ) میں اپنے ہم عقیدہ غیر
مقلد شاہی امام کی اقتدا میں نماز نہ پڑھنے والے
کو حکومت کا باغی واجب القتل قرار دیا تھا۔ اسلامی
ممالک کے حجاج مشائخ و علماء و مفتیان باوجود
عقائدی اختلاف کے ابن الوقت بن کر شاہی امام
کی اقتدا کرتے رہے لیکن اسد اللہی طینت رگوں
میں حسینی خون رکھنے والے حسبی نسبی سید شاہ جماعت
محدث علی پوری نے مصلحت وقت کو ٹھکرا کر مسجد
نبوی میں اپنی امامت میں جماعت ثانیہ سے نماز
قائم کر کے مسلمان عالم پر ابن الوقت ہونا ثابت
کیا ـــ

باقی آئندہ

نقل کرامت نامہ آمدہ از مدینہ شریف بنام اعلیحضرت صاحبزادہ بلند اقبال مولانا الحاج الحافظ سید بشیر حسین صاحب مدظلہ

منجانب : اعلیحضرت عظیم البرکت امیر الملت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی

عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ طالب خیریت بخیریت ۔ فقیر آپ سے جدا ہو کر مورخہ ۲۳ / ستمبر ۴۹ء کو کراچی پہنچا ۔ اور ۸ / ستمبر کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز صبح سوار ہو کر دوپہر کو جدہ شریف پہنچا یعنی فجر کی نماز کراچی میں پڑھی اور ظہر کی جدہ شریف میں وہاں سے مکہ شریف میں ۱۲ روز گزارے جن میں حج و عمرہ کے سارے فرض ادا کئے اور مکہ شریف سے بسواری موٹر جدہ شریف پہنچا اور جدہ شریف میں تین دن گزار کر بسواری ہوائی جہاز سوا گھنٹہ میں مدینہ شریف پہنچ گیا ۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

سب لوگ کہتے تھے کہ یہ اس قدر کمزور ہے کہ بیٹھا اٹھ نہیں سکتا ۔ اٹھا تو بیٹھ نہیں سکتا ۔ کس طرح جاویگا ۔ فقیر ان کو جواب دیتا تھا جو لے جاوے گا وہ طاقت بھی دے گا ۔ الحمد للہ کہ وہ اپنے فضل و کرم و رحمت سے لایا اور اسی نے قوت و طاقت بھی بخش دی ؎

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست !

اب اکیس دن سے مدینہ منورہ دربار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں مقیم ہے ۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری ! گو ملک مال خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

اس دربار گوہر بار میں جہنمی صدق دل سے حاضر ہو جاوے تو وہ بھی جنتی بن جاتا ہے آج ہم اپنے بخت پر جتنا فخر کریں اتنا تھوڑا ہے کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہیں اور انکے مہمان ہیں خدا تعالیٰ اس دربار گہربار کی حاضری ہم کو پھر نصیب فرماوے

قدم رکھتا نہیں وہ ناز سے تخت سلیماں پر ترے کوچے میں جس درویش نے بستر لگایا ہے

یہ حاضری دربار کی سعادت آج ہم کو بھی نصیب ہے الحمد للہ علیٰ ذلک ؎ آنا جانا رہے مدینہ کا ۔ سانس جبتک کہ آتا جاتا ہے

مدینے جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

یہاں ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات ہے انشاء اللہ ہم ۱۲ / نومبر کو مدینہ منورہ سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر جدہ شریف پہنچیں گے ۔ ۱۳ کو وہاں قیام کرینگے اور انشاء اللہ تعالیٰ بشرط صحت ۱۴ کو وہاں سے روانہ ہو کر کراچی پہنچ جاویں گے ۔ پیر حیدر شاہ اور فقیر کے سارے رفقاء سفر راضی خوشی ہیں الحمد للہ علیٰ ذلک اور فقیر آپ سب کے حق میں دعا سے غافل نہیں ہے

جملہ یاران طریقت و پرسان حال کو السلام علیکم بصد اشتیاق

ہر کہ باشد زحال ما پرساں یک بیک را سلام ما برساں

از مدینہ منورہ ۳ / محرم الحرام ۱۳۶۹ھ مطابق [illegible] ۱۹۴۹ء [illegible] الراقم سید جماعت علی عفی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَنَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ

منظوم سلام

یا امام الانبیاء یا شافع محشر سلام ۔ حضرت صدیق اکبر طیب و اطہر سلام
حضرت سلمانِ فارس قاسم و جعفر سلام ۔ بایزید و بوالحسن خرقانی رہبر سلام

یا محمد مصطفےٰ مخلوق کے داور سلام
یارسول اللہ یا سلطانِ بحر و بر سلام

اے ابو القاسم، علی اقطاب عالم السلام ۔ یوسف ہمدانی، اے خالق عالی مقام
اے محمد عارفِ باللہ اے شیخ انام ۔ خواجہ محمود انجیری شہ والا کرام

یا محمد مصطفےٰ مخلوق کے داور سلام
یارسول اللہ یا سلطانِ بحر و بر سلام

السلام اے بوعلی رامتینی مردِ خدا — السلام اے بابا سماسی محمد مقتدا
السلام اے سید و خواجہ کلالِ پیشوا — السّلام اے شہ بہاء الدین تاج الاولیاءؒ

یا محمد مصطفیٰ مخلوق کے داور سلام!
یارسول اللہ یا سلطانِ بحر و بر سلام

السلام اے شہ علاء الدین ذیشاں السّلام — حضرت یعقوب چرخی غوثِ دوراں السّلام
شہ عبید اللہ صدر بزمِ عرفاں السلام — زاہد درویش خواجہ میر میراں السّلام

یا محمد مصطفیٰ مخلوق کے داور سلام!
یارسول اللہ یا سلطان بحر و بر سلام

السلام اے شاہ امکنگی سراج السالکین — السّلام اے باقی باللہ اے ولیٔ العارفین
السّلام اے الف ثانی خواجہ معصومِ دیں — السلام اے حجۃ اللہ اور رہبر کاملین

یا محمد مصطفیٰ مخلوق کے داور سلام
یارسول اللہ یا سلطان بحر و بر سلام

السّلام اے قطبِ دیں حیدر غلام مصطفیٰ — السّلام اے شہ جمال اللہ و عیسیٰ اولیاء
السّلام اے شاہ فیض اللہ ترا ہی رہنما — السّلام اے نور بابا، اور فقیر با صفا

یا محمد مصطفیٰ مخلوق کے داور سلام
یارسول اللہ یا سلطان بحر و بر سلام

السلام اے فخرِ دیں پیرِ جماعت السلام — خواجگاں کے جانشیں پیرِ جماعت السلام
جلوۂ شمعِ یقیں پیرِ جماعت السلام — رہبرِ دینِ متیں پیرِ جماعت السلام

یا محمد مصطفےٰ مخلوق کے داور سلام!
یارسول اللہ یا سلطانِ بحر و بر سلام

اے محمد باحسن اے شمعِ عرفاں السلام — اے حبیبِ مصطفےٰ نورِ زماں عالی مقام
گوہر و زاہد بھی شاہِ نقش کے ہیں دو غلام — بے دعا ہوں فیضیاب جلوۂ خیر الانام

یا محمد مصطفےٰ مخلوق کے داور سلام!
یارسول اللہ یا سلطان بحر و بر سلام

اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ جَمِیْعِ اَحِبَّائِكَ اَدْخِلْنِیْ مَعَ الصَّالِحِیْنَ فِیْ غُرُفَاتِ الْجِنَانِ

آمین

وَصَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اظہر نقشبندی جماعتی لاہوری

"اے امیرِ ملت بیضا امیرِ کارواں!"

فخرِ اربابِ فضیلت پیشوائے کاملاں
قوم و ملت کے نگہباں دینِ حق کے پاسباں

نائبِ ختم الرسل، محبوبِ ربِ دوجہاں
شہ جماعت پیرِ پیراں رہنمائے کاملاں!

پھونک دی مردہ دلوں میں آپ نے روحِ حیات
اے محی الدین و ایماں اے مسیحائے زماں!

آپ کے اوصاف سے شانِ نبوت جلوہ گر
سیرت و صورت میں پنہاں ہے حیاتِ جاوداں!

اٹھ گئیں جس سمت نظریں رحمتیں بس چھا گئیں
جانشینِ رحمۃ للعالمیں ہو بے گماں

مردِ میدانِ سیاست شہ سوارِ معرفت
آپ کی ہستی مبارک دین و دنیا کا نشاں

آپ نے تحریکِ پاکستان کو بخشا فروغ
آپ کے فتووں نے ڈالی قالبِ مردہ میں جاں

آج پھر اے قبلۂ عالم ہو الطاف و کرم
چھا رہی ہیں ہر طرف ظلم و ستم کی بدلیاں

آج پھر گم گشتۂ منزل کو راہِ حق دکھا
اے امیرِ ملتِ بیضا امیرِ کارواں

حامی و ناصر خدا ہو ملکِ پاکستان کا
بار آور کاش ہو جائے دعائے عاصیاں

وسعتیں حاصل ہوں پیہم ارضِ پاکستان کو
چار سو پھیلے ہمارے دیس کا فیضِ رواں

آپ کے نقشِ قدم پر کاش ہوتے گامزن
پھولتا پھلتا ہمیشہ یہ ہمارا گلستاں

ہو نگاہِ لطف آقا اظہرِ ناچیز پر!
اے کریموں کے کریم اے چارہ سازِ بیکساں

اظہر نقشبندی جماعتی لاہوری

حضرتِ شہ جماعت پہ لاکھوں سلام

حضرتِ شہ جماعت پہ لاکھوں سلام — مہرِ رُشد و ہدایت پہ لاکھوں سلام

جن کی ہر ہر ادا میں صفاتِ خُدا — مظہرِ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

لبِ مُبارک کھلے پھول جھڑنے لگے — گُلشنِ نورِ وحدت پہ لاکھوں سلام

شفقتیں جن کی ہر ایک پر بے پناہ — بحرِ علم و سخاوت پہ لاکھوں سلام

پُرفتن دَور میں دین زندہ کیا — حامیِ دین و سنت پہ لاکھوں سلام

ضعف و پیری میں سُنّت پہ قائم رہے — ان کے عشق اور قوت پہ لاکھوں سلام

اک نظر جس نے دیکھا فدائی ہُوا — ان کی نُورانی صورت پہ لاکھوں سلام

خاندانِ رسالت کے چشم و چراغ — ہاشمی جاہ و حشمت پہ لاکھوں سلام

اظہرِ پُرخطا بھیج ہر صُبح و شام
حضرتِ شہ جماعت پہ لاکھوں سلام

اطّلاعات

یارانِ طریقت!

میاں غلام محمد مرحوم بھٹی کوٹ عثمان خاں قصور کی اہلیہ کا اچانک بقضائے الٰہی مؤرخہ ۲۴-۶-۷۴ انتقال ہوگیا ہے۔ گزشتہ سال فریضۂ حج حرمین شریفین کی زیارت سے سرفراز ہو کر آئی تھیں۔ مرحومہ سخی اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ نماز جنازہ مولانا الحاج ابوضیاء غلام رسول گوہر صاحب نے ادا فرمائی — بروز جمعرات بعد نماز عصر بالمقابل آستانہ حضرت کامل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے مرحوم شوہر کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ حلقۂ یارانِ طریقت اور شہزادگانِ پیر خانہ خصوصاً حضرت حافظ پیر سید حید حسین شاہ صاحب مدظلہٗ العالی مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ (مرحومہ کے پسران محتاج دُعا)

حاجی مراد علی صاحب کانپوری چک ۶۰ ڈاکخانہ پریم نگر تحصیل قصور ضلع لاہور، مورخہ 15/7/74، (24 جمادی الثانی 1394ھ) قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے ہیں۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" قارئین مرحوم کے لئے دعاءِ مغفرت کریں۔ مرحوم مخلص یارانِ طریقت میں سے نہایت صالح اور متقی آدمی تھا۔ اللہ تعالےٰ اس کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

چہلم بیگم راجہ دشمن خاں:- مورخہ ۱۸ جولائی کو چک 289 گ ب میں بیگم راجہ دشمن کے ایصال ثواب کے لئے ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد ہوئی جسمیں مندرجہ ذیل علمائے کرام و نعت خانان نے شرکت فرمائی۔ حضرت مولٰنا حافظ نعمت علی صاحب چشتی، خطیب ساہیوال۔ حضرت مولٰنا حافظ غلام رسول صاحب خطیب میاں چنوں جناب مولٰنا الطاف حسین صاحب خطیب چک 97/12L ساہیوال۔ حضرت مولٰنا شاہ محمد صاحب خطیب رجوال ضلع لائل پور۔ حافظ نور احمد صاحب اڈا مرید والا۔ ضلع لائل پور نے حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر تفصیل کے ساتھ

روشنی ڈالی ۔ اور مرحومہ مغفورہ بیگم راجہ صاحب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی ۔
تمام قارئین حضرات کی خدمت میں التماس دعا ہے ۔ مرحومہ انتہائی خوش عقیدہ رحم دل اور غریب پرور خاتون تھیں اور ان کی نسبت آستانہ عالیہ علی پور سے تھی ۔ ان کی کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی اپنے پس ماندگان میں تین صاحبزادیاں چھوڑی ہیں ۔

انجمن فدایان امیر ملت لاہور کا انتخابِ نو ۔

29/7/74 بروز اتوار بعد نماز ظہر زیر صدارت حاجی غلام جیلانی صاحب مدرسہ جماعتیہ حیات القرآن میں ایک اجلاس منعقد ہوا ۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب ہوا ۔

صدر : سجاد علی　　نائب صدر : محمد احسان　　خزانچی : محمد طارق

جنرل سیکرٹری : شوکت علی　　نائب سیکرٹری : منیر ناصر　　پروپیگنڈہ سیکرٹری : محمد رفیق

اور ان کے علاوہ گیارہ ممبروں کی مجلس عاملہ بھی بنائی گئی ۔ مجلس عاملہ کے سینیئر ممبر جناب جمشید علی صاحب مقرر ہوئے ۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہماری انجمن کا وہی مقصد ہے ۔ جو امیر ملتؒ نے فرمایا تھا " دینی تبلیغ " آخر میں بانئ مدرسہ پیر سید انور حسین شاہ علی پوری مد ظلہ کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی ۔

سالانہ عرس شریف حضرت امیر ملت علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ آستانہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ میں ، شہنشاہِ اقلیم ولایت امیر ملت محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کا سالانہ عرس شریف مورخہ ۳۰ اگست بروز جمعہ بارات کو منایا جا رہا ہے جس میں پاکستان کے طول و عرض سے پروانہ وار عقیدتمند شمولیت کریں گے علماء کرام حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ کی حیات طیبہ سے اقتباسات پیش کریں گے اور نعت خوانان خوش الحان قصائد و مناقب اور نعت خوانی سے حاضرین محفل کو بروز ہفتہ ساطع کی نعمت سے نوازیں گے ۔

تصحیح :- حضرت امیر ملتؒ کا سالانہ عرس شریف ۳۰ اگست بروز جمعہ ہوگا ۔ اس سے قبل جولائی کے شمارہ میں غلطی سے ۲۹ اگست شائع ہوا ہے ۔ اس کو کالعدم جانیں ۔　　(ادارہ)

مختصر روئیداد

انجمن فدایان ملت پاپڑ منڈی لاہور

مورخہ ۱۴ راگست بروز اتوار صبح ۱۰ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے تک مدرسہ حیات القرآن جماعتیہ میں انجمن فدایان امیر ملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زیر اہتمام حضرت امیر ملتؓ کے تذکرہ اور انجمن فدایان امیر ملت کی کارگذاریوں اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ایک اجلاس ہوا۔ جس میں یاران طریقت لاہور نے اور ان کے علاوہ کئی نوجوان جو کالج کے سٹوڈنٹ اور بی اے، ایم اے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، انہوں نے اس اجلاس میں شرکت کی اور انجمن مذکور کے ساتھ ہر طرح سے انہوں نے تعاون کرنے کا وعدہ کیا اور اجلاس ہذا میں انہوں نے مرکزی صدر حضرت مولانا غلام رسول گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ قصور کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ جلسہ کی صدارت حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی نقشبندی (لاہور راوی روڈ) نے کی۔ جلسہ میں کالج کے متعلمین نے جو جلسہ میں شریک تھے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جناب صوفی مشتاق احمد صاحب اور جناب بابو محمد صادق صاحب مزنگ لاہور اور جناب الحاج حکیم مبارک احمد صاحب اور جناب حاجی غلام جیلانی صاحب اور جناب محمد علی صاحب قادری نے بھی حضرت امیر ملت کی حیات طیبہ اور آپ کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ قاری غلام محمد صاحب نے تلاوت قرآن اور نعت شریف پڑھی۔ آخر میں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔

شکریہ: عزیزی نور رشید حسین شاہ کی چوٹ کی بابت جن احباب نے بذریعہ ڈاک اظہار ہمدردی کیا ہے میں ان سب کا بذریعہ سطور ہذا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں۔

سید اختر حسین شاہ جماعتی علی پور

مدحتِ امیرِ ملّت (بزبانِ فارسی)

(از حضرت مولانا حکیم الحاج خادم علی سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

جماعت علی شاہ فرخ نہاد — کہ مانندِ او بطنِ گیتی نزاد
مطیع رسول و مطاعِ جہاں — بذکرِ خداوند رطب اللّساں
سرِ خیلِ حجاج بیت الحرام — بلب تلبیہ آبِ زمزم بجام
حضورِ پیمبر شدے بارہا — بقلبش ازاں نور انوارہا
کلامِ خدا را امیں سینہ اش — پئے مخلصاں وقف گنجینہ اش
چناں سنتش بد بخیر الوریٰ — کہ ہرگز نہ گشتے ز سنت جدا
بہ بزمِ احبا بسے مہرباں — بہ رزمِ مخالف چو شیرِ ژیاں!
ز نورش بسے سینہ ہا مستنیر — بباطن فقیر و بظاہر امیر!
شد از صحبتش مردِ غفلت شعار — حقیقت شناس و تہجد گزار!
شریعت مدار و طریقت پناہ — حقیقت رس و معرفت دستگاہ!
جہاں گشت از بہرِ تبلیغ دیں — در آورد دلہا بزیرِ نگیں
ز دار فنا شد بدار البقا — نباید ز ما ھدیۂ جز دعا

بروحش خداوند رحمت کناد!
بجنت مقامِ بلندش دھاد

فرمانِ واجب الاذعان

شہنشاہِ اقلیمِ ولایت حضرت مولانا الحاج امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری

اِس دورِ پُرفتن میں

کہ علم تصوف و طریقت اور صوفیاء کرام پر تنقید اور نکتہ چینی کی جارہی ہے اور تصوف کے مسائل اور صوفیاء کے طریق کو خلافِ شرع کہہ کر عوام کو ان سے بدظن کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے — ماہنامہ انوار الصوفیہ — تصوف و طریقت کے مسائل اور مقتدایانِ تصوف کی سیرت اور سوانح حیات کو بیان کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ فقیر کا رسالہ ہے۔ فقیر کے جملہ یاروں کو چاہئے کہ

اِسکے خریداروں میں شامل ہوں اور اس کا مطالعہ کریں!

جو پڑھنا نہیں جانتے وہ بھی اس کو خریدیں اور کسی سے پڑھوا کر سنیں اور اس پر عمل کریں۔ اگر کسی نے فقیر کو خوش کرنا ہے تو وہ رسالہ انوار الصوفیہ خریدے!

ارشاد بالا پرانے شمارہ ہائے انوار الصوفیہ میں موجود ہے اور پرانے یارانِ طریقت جانتے ہیں کہ آپ عرس شریف کے موقع پر قریباً ہر سال مذکورہ بالا فرمان واجب الاذعان کا اعادہ فرمایا کرتے تھے جملہ یارانِ طریقت کو چاہیئے کہ حسب ارشاد امیر ملت قدس سرہٗ رسالہ کے خریداروں میں اپنا نام درج کرائیں۔ چندہ سالانہ مبلغ دس روپے ہے۔

مکمل پتہ یہ ہے: دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور (کوٹ عثمان خاں) ضلع لاہور۔ پنجاب پاکستان